دلچسپ موضوع

مختصر سیرتِ غلام صحابہ رضی اللہ عنہم

10 غلام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کے موضوع پر لکھی جانے والی مختصر و مدلل کتاب جو دلوں میں ایمان کی کیفیت کو جلا بخشے اور تا قیامت ایمان پر ثابت قدم رہنے کے لیے مشغل راہ بنتی ہے

مؤلف مولانا عبد الستار نعیمی
(ٹنڈو محمد خان سندھ)

حضرت بلال ابنِ رباح حبشی رضی اللہ عنہ

یہ عظیم عاشِقِ رسول کون ہیں؟ جی ہاں! یہ کوئی اَور نہیں ، ہم غُلاموں کے سردار، ہر عاشِقِ رسول کی آنکھوں کے تارے ، مشہور عاشِقِ رسول ، مُؤَذِّنِ رسول ﷺ حضرت سَیِّدُنا بلال حبشی رَضِیَ اللهُ عَنۡهُ ہیں۔

کیا کیا ستم نہ ڈھائے تھے تجھ پر اُمَیَّہ نے اقرارِ حق سے پھسلی نہ تیری زباں بلال
مکہ اَحَد اَحَد کی صداؤں سے گونج اٹھا خورشیدِ انقلاب تھا تیرا بیاں بلال
بُوبکر نے خرید کے ایسے بڑھائے دام دولت اگر زمیں ہے تُو آسماں بلال۔

نام ونسب

نام بلال ،کنیت ابو عبد اللہ ، والد کا نام رِباح جو بچپن میں وفات پا گئے اور والدہ کا نام حمامہ تھا۔1

قبول اسلام

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ صورت ظاہری کے لحاظ سے تو ایک سیاہ فام حبشی تھے،تاہم آئینۂ دل شفاف تھا۔اس کو ضیائے ایمان نے اس وقت منور کیا، جب کہ وادئ بطحاء کی اکثر گوری مخلوق غرورِ حسن وزعمِ شرافت میں ضلالت و گمراہی کی ٹھوکریں کھا رہی تھی۔جن معدودے چند بزرگوں نے داعیِ حق کو لبیک کہا تھا ان میں صرف سات آدمیوں کو اس کے اعلان کی توفیق ہوئی تھی۔ جن میں ایک یہ غلام حبشی بھی تھا۔ 2۔ ستم پیشہ مشرکین میں امیہ بن خلف سب سے زیادہ پیش پیش تھا، اس کی جدت طرازیوں نے ظلم وجفاکے نئے طریقے ایجاد کیے تھے۔وہ ان کو طرح طرح سے اذیتیں پہنچاتا ، کبھی گائے کی کھال میں لپیٹتا ،کبھی لوہے کی زرہ پہنا کر جلتی ہوئی دھوپ میں بٹھا تا اور کہتا تمہارا خدا لات اور عزیٰ ہے۔ لیکن اس وارفتۂ توحید کی زبان سے احد احد کے

1۔اسد الغابہ: 1/ 206) 2. ایضاً

سوا اور کوئی کلمہ نہ نکلتا، مشرکین کہتے کہ تم ہمارے ہی الفاظ کا اعادہ کرو تو فرماتے کہ میری زبان ان کو اچھی طرح ادا نہیں کرسکتی۔ 1

حلیہ مبارک

حضرت بلال رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ کے متعلق عام طَور پر یُوں سمجھا جاتا ہے کہ آپ رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ کا رنگ مبارک بہت زیادہ کالا تھا بلکہ بعض لوگ جب آپ رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ کا حُلیہ مبارک بیان کرتے ہیں تو مَعَاذَ اللہ! ایک وحشت ناک سا ماحول بنا دیتے ہیں ، اللہ پاک بے ادبی سے محفوظ فرمائے! یہ دُرست نہیں ہے ، حضرت بلال رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ کا رنگ مبارک گندمی تھا ، عُلمائے کرام نے آپ رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ کا حلیہ مبارک بیان کرتے ہوئے لکھا : کَانَ شَدِیۡدُ الۡاَدِمَۃِ حضرت بلال رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ کا رنگ مبارک شدید گندمی تھا۔ 2
یعنی جیسا گندم کا دانہ ہوتا ہے ، اسے ذرا سیاہی مائل کر دیں تو جیسا رنگ بنے گا ، حضرت بلال رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ کا رنگ تھا

سابق الاسلام وخادم رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم

سابِقُ الۡاِسۡلام ہیں یعنی آپ نے ابتداءِ اسلام ہی میں ایمان قبول کر لیا تھا ، غُلامی سے آزادی نصیب ہونے کے بعد سے لے کر پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے وِصَالِ ظاہِری تک حضرت بلال رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ بارگاہِ رسالت میں حاضِر رہے ، حضرت بلال رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ مُؤَذِّنِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہیں اور خازِنِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہیں یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مالی مُعَاملات کی دیکھ بھال حضرت بلال رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ کو عطا کر رکھی تھی

1۔طبقات ابن سعد قسم اول جزوثالث : 165) 2۔ معرفۃ الصحابہ لابی نعیم ، جلد : 1 ، صفحہ : 33-3

3_ اُسد الغابہ ، جلد : 1 ، صفحہ : 15و4416 ، ملتقطاً

غلامی سے ازادی

سعید بن مسیب رضی اللہ تعالی عنہ حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالی عنہ کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ وہ اپنے دین پر بڑے حریص تھے انہیں سخت تکلیفیں دی جاتی تھیں جب مشرکین لوگ ان کو اپنے پاس بلاتے تو یہ اللہ اللہ کہتے تھے ۔ سعید بن مسیب رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہیں کہ پھر نبی پاک صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ سے ملاقات کی اور فرمایا کہ اگر ہمارے پاس کچھ ہوتا تو ہم حضرت بلال رضی اللہ تعالی عنہ کو خرید لیتے (جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کو حضورِ اقدس ﷺ دلی خواہش معلوم ہوئی تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالی عنہ کے پاس گئے اور ان سے کہا کہ بلال کو ہمارے لیے خریدو تو چنانچہ حضرت عباس رضی اللہ تعالی عنہ گئے اور بلال رضی اللہ تعالی عنہ کے مالک سے ملاقات کی اور فرمایا کہ کیا تم اس غلام کو بیچو گے قبل اس کے کہ اس کی بھلائی جاتی رہے تو انہوں نے کہا کہ اس غلام کو تم کیا کرو گے یہ خبیث ہے (نعوذ باللہ) اور ایسا ایسا ہے غرض اس نے ٹال مٹول دیا۔ پھر دوبارہ حضرت عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے ملے اور اس قسم کی گفتگو کے غرض سے ملے انہوں نے بلال رضی اللہ تعالی عنہ کو خرید لیا اور حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ کے پاس بیچ دیا۔ بعض لوگوں کا بیان ہے کہ حضرت ابو بکر نے انہیں اسی حال میں مول لیا تھا کہ وہ پتھر کے نیچے دبے ہوئے تھے اور تکلیف دیئے جا رہے تھے -1-

دوسری جگہ پر مروی ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو 5 اوقیہ (یعنی تقریباً 32 تولے) سونا ادا کر کے خریدا تو فروخت کرنے والے نے کہا: ابو بکر! اگر تم صرف ایک اوقیہ سونے پر اڑ جاتے تو میں اتنی قیمت میں ہی اسے فروخت کر دیتا۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر تم سو (100) اوقیہ سونا مانگتے تو میں وہ بھی دے دیتا اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو ضرور خرید لیتا۔_2

1۔اسد الغابہ: 1/ 206)   2۔ ایضاً

بعد وصال نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم

عاشقِ بے مثال حضرتِ سیدُنا بِلال رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہُ کا نام زَبان پر آتا ہے تو بے ساختہ ایک سر تا پا عاشقِ رسول ﷺ ہستی کا تَصور قائم ہوجاتا ہے ایمان لانے اور غُلامی سے آزادی پانے کے بعد عاشقِ بے مثال حضرتِ سیدُنا بلال رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہُ نے اپنی زندَگی کے حسین ایام سرکارِ عالی وقار، مدینے کے تاجدار ﷺ کی خدمت میں گزارے لیکن وِصالِ ظاہری کے بعد ہجرِ رسول ﷺ کی تاب نہ لاکر مدینۂ منوَّرہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفاً و تَعْظِیْماً سے ہِجرت کرکے ملکِ شام کے عَلاقے دَارَیَّا" " میں سُکُونَت اِختیار فرمائی ۔ کچھ عرصہ گزرنے کے بعد ایک رات خواب میں سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار ﷺ کے دِیدارِ فیض آثار سے مُشَرَّف ہوئے، لَبہائے مُبارَکہ کو جنبِش ہوئی، رَحمت ومَحبت کے پھول جھڑنے لگے اور الفاظ کچھ یوں ترتیب پائے : " مَاھٰذِہِ الْجَفْوَۃُ یَا بِلَال ! اَمَا آنَ لَکَ اَنْ تَزُوْرَنِی یَا بِلَال! یعنی اے بلال! یہ کیا جفا ہے ! کیاابھی وہ وقت نہ آیا کہ تم میری زیارت کیلئے حاضِری دو۔ " _ 1

مدینہ منورہ کی طرف روانہ

عاشقِ بے مثال حضرتِ سیِّدنابِلال رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہُ بیدار ہوتے ہی حکمِ سرکار ﷺ کی تعمیل میں مدینۂ منوَّرہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفاً وَّ تَعْظِیْماً کی جانب روانہ ہوگئے اورسفر کرتے ہوئے مرکزِعُشَّاق دیارِ مدینہ کی نُورانی اور پُرکَیف فَضاؤں میں داخل ہوگئے،

1۔تاریخ دِمَشق ج ۷ ص ۱۳۷

تابانہ مَدَنی سرکار صَلَّی ﷺ کے مزارِ پُر اَنوار پر حاضر ہوئے، ضَبط کے بندھن ٹوٹ گئے، آنکھوں سے آنسوؤں کا تار بندھ گیا اور اپنا چہرہ مَزارِ پاک کی مبارک خاک پرمَس کرنے لگے۔ حضرتِ سیِّدُنا بِلال رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی آمدکی خبر سن کر گلشنِ رسالت کے دونوں مَہکتے پھول سیِّدینا حَسَنَینِ کرِیمَین (یعنی حضراتِ سیِّدَینا حسن و حسین) رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُمَا بھی تشریف لے آئے ۔ حضرتِ سیِّدُنا بلال رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے بے ساخُتہ دونوں شہزادوں کو اپنے ساتھ لِپٹالیا اور پیارکرنے لگے۔

شہزادوں نے فرمائش کی: اے بِلال! ہمیں ایک بار پھروہ اذان سنا دیجئے جو آپ نانا جان ﷺ کی حیاتِ ظاہری میں دیا کرتے تھے۔ اب اِنکار کی گنجائش کہاں تھی! چُنانچہ حضرتِ سیِّدُنا بِلال رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ مسجِدُالنَّبَوِیِّ الشَّریف عَلٰی صَاحِبِہَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی چھت پر اُس حصّے میں تشریف لے گئے جہاں وہ حُضُورِ پاک، صاحِبِ لَولاک، سَیّاحِ اَفلاک ﷺ کی حیاتِ ظاہِری میں اَذان دیا کرتے تھے۔ جب حضرتِ سیِّدُنا بلال رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اللّٰہ" اَکْبَر اللّٰہ اَکْبَر " سے اَذان کا آغازفرمایا تومدینۂ منوّرہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفاً وَّ تَعْظِیماً میں ہَلبَلی مچ گئی اور لوگ بے تاب ہوگئے، "جب اَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ " کے کلمات کہے تو ہرطرف آہ وبُکا کا شور برپا ہوگیا، پھر جب اس لفظ پر پہنچے: " اَشْہَدُاَنَّ مُحَمَّدًارَّسُوْلُ اللّٰہ " (ﷺ) تو لوگ بے تابانہ ایک دوسرے سے پوچھنے لگے:کیا ، سرکارِ نامدار ﷺ مزارِپُر اَنوار سے باہَر تشریف لے آئے ہیں!

سرکارِ مدینہ ﷺ کے وِصالِ ظاہِری کے بعد مدینۂ منوَّرہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفاً وَّ تَعۡظِیماً میں اُس دن سے زیادہ کبھی گِریہ وزاری نہیں ہوئی ۔اس واقِعے کے بعد عاشقِ بے مثال حضرتِ سیِّدُنا بلال رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ تادَمِ حیات سال میں ایک مرتبہ مدینۂ منوَّرہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفاً وَّ تَعۡظِیماً حاضِر ہوتے اور اذان دیا کرتے تھے۔ 1

جاہ وجلال دو نہ ہی مال ومَنال دو
سوزِ بلال بس مری جھولی میں ڈال دو ۔2

سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانے والے

مذہب جمہور پر سب سے پہلے علی الاعلان ایمان لانے والی حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں ۔ کیونکہ جب سرور دو جہاں ﷺ غارحرا سے تشریف لائے اور ان کو نزول وحی کی خبر دی تو وہ ایمان لائیں ۔ بعض کہتے ہیں ان کے بعد سب سے پہلے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایمان لائے۔
بعض کہتے ہیں سب سے پہلے سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایمان لائے اس وقت آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر شریف دس سال کی تھی۔
شیخ ابن الصلاح فرماتے ہیں ۔ کہ سب سے زیادہ محتاط اور موزوں تر یہ ہے کہ آزاد مردوں میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بچوں میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عورتوں میں سیدتنا خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور موالی میں زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور غلاموں میں سے حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایمان لائے۔ 3

1۔تاریخ دِمَشق ج ۷ ص ۔۱۳۷ وفتاوٰی رضویہ مُخرجہ ج ۱۰ ص ۷۲۰ مُلَخَّصًا
2۔ (وسائل بخشش ص۲۹۰) 3۔مدارج النبوت،قسم دوم،باب سوم دربدووحی وثبوت نبوت ..الخ،ج۔ ۲ ،ص ۳۷

نکاح،،اولاد

اپ رضی اللہ تعالی عنه نے بعض کتابوں کے مطابقت متعدد نکاح فرمائے ان میں سے ایک زوجه کا نام ہند الخولانیه آپ رضی اللہ تعالی عنه نے کوئی اولاد نہیں چھوڑی
ابو عامر نے لکھا ہے آپ رضی اللہ تعالی عنه کا ایک بھائی جن کا نام خالد تھا اور ایک بہن تھی جن نام غفیرہ تھا ۔ 1

وصال مبارک

جب مؤذنِ رَسُولُ اللہ ﷺ حضرت سیدنا بلال حبشی رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ پرمرضِ وفات میں جانکنی (یعنی نزع) کا عالم طاری ہوا تو ان کی بیوی نے بے قرار ہو کر یه کہا : 'وَاحُزنَاہ' '' ہائے رے میری مصیبت! تو حضرت بلال رَضِیَ اللہُ عَنۡہُنے آنکھیں کھول دیں اورتڑپ کر فرمایا: "وَاطَرَبَاہ" واہ رے میری خوشی! آخری کلمات جو آپ رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ کی زبان مبارک سے نکلے وہ یه تھے غَدًانَلۡقَی الۡاَحِبَّةَ مُحَمَّدًا وَّحِزۡبَہٗ یعنی کل میں اپنے آقا و مولا حضرت سَیِّدُنا محمد صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ اورآپ صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے تمام صحاب رَضِیَ اللہُ عَنۡہُم سے جا ملوں گا۔ _3

قسمت مجھے مل جائے بلال حبشی کی
دم عشق محمد میں نکل جائے تو اچھا
کافور نہ ہو میرے کفن اور بدن میں
حضرت کا کوئی پسینہ مل جائے تو اچھا

1_ اسد الغاب في معرفت صحابہ باب الام
2_ احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۰۹
3_ اسد الغاب في معرفت صحابہ باب الام

حضرت سیدنا صُہیب رومی رضی اللہ عنہ

نام ونسب

نام عبد الملک اور صہیب، کنیت ابو یحیی ، والد کا نام سنان اور والدہ کانام سلمی بنت قعید تھا۔1

روم سے مکہ مکرمہ کیسے پہنچے!

آپ رضیَ اللہ عنہ کے والد یا چچّا ایران کے بادشاہ کی طرف سے اُبُلہ (عراق میں بصرہ کے قریب شہر) پر حاکم تھے، جبکہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گھر موصل کےقریب نہر فُرات کے کنارے ایک بستی میں تھا ایک دن رُومیوں نے حملہ کر کے قتل و غارت گری کا بازار گرم کیا اور کئی لوگوں کے ساتھ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی قیدی بنا کر روم لے گئے اس وقت آپ رضی اللہ تعالیٰ کم عمر تھے بچپن اپ نے روم میں پایا وہاں سے (غلاموں کی بازاروں میں بکتے بکتے) قسمت شہر مکہ لے کر ائی ہوا یوں کہ عبداللہ بن جدعان جو مکہ مکرمہ کے تاجر تھے روم تجارت کے غرض سے گئے تو وہاں سے اپ رضی اللہ تعالی عنہ کو خرید لیا اور مکہ مکرمہ میں لے کر ائے یہاں تک کہ اپ رضی اللہ تعالی عنہ کو غلامی سے ازادی کی دولت نصیب ہوئی ۔

بعض روایات کے مطابق بالغ ہونے کے بعد آپ شام سے بھاگ کر مکّہ آگئے تھے۔ 2

آپ رضیَ اللہ عنہ نے ابتداءً مکّہ میں رہائش پذیر ہوئے اور تجارت کا پیشہ اپنایا یہ تجارت اپ رضی اللہ تعالی عنہ کے لیے کافی نفع بخش ثابت ہوئی ۔3

1۔اسدالغابہ :3/30

2۔ طبقات ابنِ سعد،ج 3، ص 170

3 ۔ الاعلام للزرکلی،ج 3 ، ص210

قبول اسلام

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمار بن یاسر رضیَ اللہ عنہم نے ایک ساتھ بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوکر اسلام قبول کیا اس وقت 30 سے کچھ زائد خوش نصیب دامنِ اسلام سے وابستہ ہوچکے تھے۔ 1

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان سات افراد میں شامل ہیں جنہوں نے سب سے پہلے اپنا اسلام ظاہر کیا۔ 2

اپ رضی اللہ تعالی عنہ کے بارے میں فرمان مصطفٰے ﷺ

المستدرك على الصحيحين - الحاكم النيسابوري ، میں تحریر ہے

قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ " أحِبُّوا صُهَيْبًا حُبَّ الْوَالِدَةِ لِوَلَدِهَا۔

تم صہیب سے محبت کرو جس طرح ماں اپنے بچّے سے محبت کرتی ہے۔ 3 او کما قال علیہ السلام۔

بخاری شریف میں عبارت۔

أَنَّ بَنِي صُهَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ جُدْعَانَ ادَّعَوْا بَيْتَيْنِ وَحُجْرَةً ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَى ذَلِكَ صُهَيْبًا،

بارگاہِ رسالت سے آپ کو دو گھر اور ایک حجرہ عطا ہوئے تھے۔ 4_

او کما قال علیه السلام۔

مسند الفردوس میں تحریر ہے کہ

قال رسول الله ﷺ اول من يسقى من حوضى صهيب الرومى حوض کوثر پر سب سے پہلے جسے سیراب کیا جائے گا وہ صُہیب رومی (رضی اللہ تعالی عنہ) ہیں۔ 5

1۔ طبقاتِ ابنِ سعد،ج 3،ص 171

2۔ مصنف ابنِ ابی شیبہ،ج 7،ص 537

3۔ مستدرک،ج ،ص،3494 حدیث: 5762، 5763

4۔ بخاری،ج 2،ص 183، حدیث: 2624

5۔مسندالفردوس،ج1،ص6،حدیث:3 57

حلیہ مبارک اوصافِ حمیدہ

آپ رضیَ اللہ عنہ کی رنگت گہری سرخ تھی، قد مبارک درمیانہ سے کچھ کم تھا، سر کے بال گھنے تھے۔1

اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راہِ خدا میں اپنا مال خرچ کرتے، جہاد کرتے، لوگوں کو بکثرت کھانا کھلاتے،

نفس کی مخالفت کرتے تھے، علم و فضل والے اور اللہ پاک اور رسول اللہ ﷺ کے احکامات کو بجا لانے میں جلدی کرنے والے تھے۔۔2

آپ رضیَ اللہ عنہ تقویٰ و پرہیز گاری اور حسنِ اَخلاق کے زیور سے آراستہ ہونے کے ساتھ ساتھ خوش مزاج بھی تھے۔

تکالیف و قربانیاں

آپ رضیَ اللہ عنہ کاشمار ان تکالیف برداشت کرنے والے مسلمانوں میں ہوتا ہے جنہوں نے کفار مکہ کی طرف سے ملنے والی اذیتوں اور تکالیف کو برداشت کیا، کفارِ مکہ آپ کو اس قدر اذیت دیتے اور ایسی ایسی مار دھاڑ کرتے کہ آپ رضیَ اللہ تعالی عنہ گھنٹوں بے ہوش رہتے ۔ 3

ہجرت مدینہ

حضرت صہیب رومی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ کی طرف روانہ ہوئے، اور اس وقت آقائے دو جہاں ﷺ پہلے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرما چکے تھے جب اپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روانہ ہوئے تو مشرکین قریش کی ایک جماعت نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعاقب کیا تو آپ سواری سے اترے اور ترکش سے تیر نکال کر فرمانے لگے

---

1 ۔تاریخ ابنِ عساکر،ج،4ص2215

2۔ حلیۃ الاولیاء،ج ،1ص204

3۔ سیرتِ مصطفیٰ ،ص119

کہ اے قریش! تم میں سے کوئی میرے پاس نہیں آسکتا جب تک کہ میں تیر مارتے مارتے تمام ترکش خالی نہ کردوں اور پھر جب تک تلوار میرے ہاتھ میں رہے اس سے ماروں گا اوراگر تم میرا مال چاہو جو مکہ مکرمہ میں مدفون ہے تو میں تمہیں اس کا پتا بتادیتا ہوں ، تم میرا راستہ نہ روکو۔ وہ اس پر راضی ہوگئے اور آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اپنے تمام مال کاپتا بتادیا،

جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور انور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو یہ آیت نازل ہوئی۔

مِنَ النَّاسِ مَنۡ يَّشۡرِىۡ نَفۡسَهُ ابۡتِغَآءَ مَرۡضَاتِ اللّٰهِ‌ؕ-وَ اللّٰهُ رَءُوۡفٌۢ بِالۡعِبَادِ (سورہ البقرہ آیت 207)

ترجمہ: کنزالایمان

اور کوئی آدمی اپنی جان بیچتا ہے اللہ کی مرضی چاہنے میں اور اللہ بندوں پر مہربان ہے۔

حضوراقدس صَلّی ﷺ نے آیت تلاوت فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ تمہاری یہ جاں فروشی بڑی نفع بخش تجارت ہے_1

دوسری داڑھ سے کھارہا ہوں

سنن ابن ماجہ عبارت

، قَالَ : قَدِمْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَبَيْنَ يَدَيْهِ خُبْزٌ وَتَمْرٌ ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : «ادْنُ» فَكُلْ » فَأَخَذْتُ آكُلُ مِنَ التَّمْرِ ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَأْكُلُ» تَمْرًا وَبِكَ «رَمَدٌ؟ قَالَ ، فَقُلْتُ : إِنِّي أَمْضُغُ مِنْ نَاحِيَةٍ أُخْرَى ، فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ _2

1 _عساکر، صہیب بن سنان بن مالک... الخ، ۲۴ / ۲۲۸)   4۔ بخاری،ج ،ص2 ،183 حدیث: 2624

حضرت صہیب (بن سنان رومی) رضی اللہ عنه سے روایت ہے ، انہوں نے فرمایا : میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ رسالت مآب ﷺ کے سامنے روٹی اور کھجوریں تھیں ۔ آپ ﷺ نے فرمایا آئیے ! تناول کیجیے "۔ میں نے کھجوریں کھانا شروع کر دیں ۔ آپ صلی اللہ علیه وسلم نے فرمایا تم کھجوریں کھا رہے ہو ، حالانکه تمہاری آنکھ دکھتی ہے میں نے کہا میں دوسری طرف سے چبا رہا ہوں حضور کریم ﷺ مسکرا دیے ۔ 1

قُربتِ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم

آپ رضیَ اللہ عنه تمام غزوات میں رحمتِ عالَم ﷺ کی صحبتِ بابرکت سے فیض پاتے رہے، آپ فرماتے ہیں:
تاجدارِ رسالت مآب ﷺ جہاں بھی تشریف لے جاتے میں وہاں ضرور حاضر ہوتا، جب بھی کوئی بیعت لیتے میں اس میں ضرور شریک ہوتا ۔

جانثار کا جذبہ

سیّد عالم ﷺ نے جو بھی لشکر جنگ کے لئے روانہ فرمایا میں اس میں شریک رہا اورجس جنگ میں مصطفیٰ کریم ﷺ
بنفسِ نفیس شریک ہوتے، میں ساتھ ساتھ رہتا۔
اگر جانِ عالم ﷺ کے سامنے کی طرف سے حملے کا اندیشه ہوتا تو سا منے آجاتا، اگر پیچھے سے خطرہ ہوتا تو پیچھے آجاتا، میں نے کبھی بھی حضور نبی ِ رحمت ﷺ کو اپنے اور دشمنوں کے درمیان تنہا نہیں چھوڑا۔ 2

1۔ ابن ماجہ،ج ،ص،491 حدیث:3443   2 ۔حلیۃالاولیاء،ج،1ص204 ، رقم:497

سفرشام

آپ فتحِ شام کے موقع پر امیرُ المؤمنین حضرت سیّدُنا عمرفاروق رضیَ اللہ عنہ کے ساتھ شام تشریف لائے تھے۔ 1

مسجدِ نبوی میں امامت کی سعادت

جب حضرت سیدُنا عمرفاروق رضی اللہ عنہ قاتلانہ حملہ بدبخت نامی ابو لولو فیروزی نے کیا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ حملے میں میں شدید زخمی ہوئے تو انہوں نے حضرت صُہیب راضی اللہ تعالی عنہ کو نمازیں پڑھا نے کا حکم دیا آپ رضی اللہ عنہ تین دن تک حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی جگہ نمازیں پڑھاتے رہے یہاں تک کہ مسلمانوں نے حضرت سیّدُناعثمان غنی رضیَ اللہ تعالی عنہ کو خلافت کی اہم ذمہ داری سونپ دی۔ 2

خلیفہ ثانی کو قبر میں اتارنے کی سعادت!

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو قبر مبارک میں اتارنے کی سعادت پانے والے چار صحابۂ رضی اللہ تعالی عنہم میں سے حضرت صہیب رومی رضی اللہ تعالی عنہ بھی شامل تھے۔3

روایتِ حدیث میں احتیاط

ایک مرتبہ کسی نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا: جس طرح دیگر صحابۂ کرام احادیثِ رسول ﷺ بیان کرتے ہیں آپ کیوں بیان نہیں کرتے؟ فرمایا: جس طرح دوسروں نے سنا میں نے بھی سنا لیکن حدیثِ پاک ہے:جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھا وہ اپنا ٹھکانا جہنّم میں بنا لے، لِہٰذا میں تم سے وہی حدیث بیان کرتا ہوں جسے میرے دل نے یاد رکھا اور میرے کانوں نے محفوظ کیا۔ 4

1۔ تاریخ ابنِ عساکر،ج 24 ، ص 210
2 ۔ ایضاً ،ج 4،ص2243
3۔ طبقات ابنِ سعد،ج 3 ،ص281
4۔ تاریخ ابنِ عساکر ج 4،ص2237

روایتِ احادیث کی تعداد

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کردہ احادیث کی تعداد 30 کے قریب ہے جن میں سے امام مسلم نےتین احادیث روایت کی ہیں۔ 1۔ اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرنے والوں میں حضرت سیّدُنا عبداللہ بن عمر اور حضرت سیّدُنا جابر رضیَ اللہ عنہم جیسے عظیم صحابہ بھی شامل ہیں۔2

وصال مبارک!

حضرت صہیب رومی رضیَ اللہ عنہ 38 ہجری ماہِ شوّال میں اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے نمازِ جنازہ حضرت سیّدُناسعد بن ابی وقاص رضیَ اللہ عنہ نے پڑھائی جبکہ تدفین جنّتُ البقیع میں ہوئی، ـ 3

علي بن الحسن بن هبة الله بن عساكر الدمشقي تحریر فرماتے ہیں بوقتِ انتقال آپ کی عمر مختلف روایات کے مطابق 70، 73 یا 84 سال تھی۔4

خدا کی قسم مصطفیٰ کے صحابہ
سب آپس میں یک دل و یک جاں دو قالب،
جو ان میں نفاق و عداوت بتائے،
وہ مردود جھوٹا وہ ملعون کاذب
یہ مانا کہ گاہے شکر رنجیاں تھیں
مگر نزعِ غِل بھی تو دیکھ اے مشاغب، ـ 5

1۔ سیر اعلام النبلاء، ج 3،ص366

2- معرفۃ الصحابہ لابی نعیم، ج 3،ص32

3۔ تاریخ ابنِ عساکر، ج 4،ص2210

4۔ تاریخ ابنِ عساکر، ج 24، ص244 تا 246

5۔ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن

حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ

نام ونسب

اپ رضی اللہ تعالی عنہ کی کنیت ابو عبداللہ اور سلمان خیر ہے ۔1
اور اپ رضی اللہ تعالی عنہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام سے مشہور ہیں

ایران سے مکہ مکرمہ تک کا سفر

حضرت سلمان رضی اللہ تعالی عنہ اَصْفَہَان (ایران) کے رہنے والے تھے۔ آباو اَجداد آتش پرست تھے۔آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالی عَنْہ بچپن سے ہی سادہ اور خاموش طبیعت کے مالک تھے، ہم عمر بچوں کے ساتھ کھیلنے کے بجائے ہر وقت آتش کَدے کی آگ روشن رکھنے میں مصروف رہتے مگر جلد ہی مجوسیّت سے بیزار ہوگئے اور دینِ حق کی تلاش میں اپنے وطن سے نکل کر شام جا پہنچے ،جہاں مختلف دینی و مذہبی راہنماؤں کی صحبت اختیار کی۔ ہر مذہبی راہنما یا تو خود یہ وصِیَّت کردیا کرتا کہ میرے بعد فلاں کے پاس جانا ،یا پھر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالی عَنْہ خود پوچھ لیا کرتے کہ اب کس ہستی کی صحبت اختیار کروں؟ جب آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالی عَنْہ نے آخری رَاہِب سے پوچھا تواس نے کہا :

اے حق کے مُتَلاشی بیٹے ! اس دنیا میں مجھے کوئی ایسا شخص نظر نہیں آتا جس کی صحبت میں تمہیں اَمن و سلامتی نصیب ہو، ہاں!اب نبیِّ آخِرُ الزَّماں (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ظہور کا وقت قریب ہے جو دینِ ابراہیمی پر ہوں گے، اُس مقام کی جانب ہجرت کریں گے جو دو پہاڑوں کے درمیان ہوگا، جہاں کھجور کے درخت کثرت سے پائے جائیں گے، اُن کے دونوں کندھوں کے درمیان مہر نُبُوَّت ہوگی، وہ صدقہ نہیں کھائیں گے اور ہدیہ قبول فرمائے گے

1۔اسدالغابہ : باب سین

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اِس وصیت کو پیشِ نظر رکھا اور ایک قافلے کے ہمراہ آگے بڑھ گئے۔راستے میں قافلے والوں کی نیَّت بدل گئی اور انہوں نے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو ایک یہودی کے ہاتھ بیچ دیا یوں۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو غلامی کی زنجیروں میں جکڑ دیا گیا۔ 1

بارگاہ رسالت مآب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم میں پہنچنے سے پہلے کتنی مرتبہ بیچے گئے

عبارت بخاری شریف

وَحَدَّثَنَا أَبُو عُثْمَانَ , عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ : أَنَّهُ تَدَاوَلَهُ تِسْعَ عَشْرَ مِنْ رَبٍّ إِلَى رَبٍّ ۔ 2

تقریباً دس بار بیچے گئے ۔ ،-2
بالآخر بکتے بِکاتے مدینۂ مُنَوَّرہ پہنچ گئے۔

آقائے دوجہاں صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم سے ملاقات اور قبول اسلام

آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ایک مرتبہ کھجور کے درخت پر چڑھ کر کھجور توڑ رہے تھے کہ خبر سنی کہ نبیِّ آخِرُ الزَّمَاں صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہجرت فرما کر مدینے کے قریب مقامِ قُبا میں تشریف لا چکے ہیں اسی وقت دل بے قرار ہوگیا،فوراً نیچے تشریف لائے اور خبر لانے والے سے دوبارہ یہ روح پَرَوَر خبر سننے کی خواہش ظاہر کی یہودی آقا نے اپنے غلام **کا** تَجَسس اور بے قراری دیکھی تو (غصے) ہوگیا اور ایک زوردار تھپڑ رسید کرکے کہنے لگا: تمہیں ان باتوں سے کیا مطلب؟ جاؤ!

1۔ طبقاتِ ابنِ سعد،ج،4 ص56　　2 ۔ بخاری،ج،2 ص،607 حدیث: 3946)

دوبارہ کام پر لگ جاؤ، آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ دل پر پتھر رکھ کر خاموش ہوگئے لیکن متاعِ صَبر و قَرار تو لُٹ چکا تھا لہٰذا جونہی موقع ملا چند تازہ کھجوریں ایک طَباق میں رکھ کر،

بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر کے لیے چلے مصطفیٰ ﷺ کے چہرہ وضحٰی کی زیارت سے مشرف ہوئے اور عرض کی:یہ صدقہ ہے، قبول فرمالیجئے،پیارے آقا ﷺ نے صحابۂ کرام عَلَیۡہِمُ الرِّضۡوَان سے فرمایا:تم کھالو،اور خود تناول نہ کیا ۔ آپ راضی تعالی عنہ نے دل میں کہا: ایک نشانی تو پوری ہوئی ، اگلی مرتبہ پھر کھجوروں کا خوان لے کر پہنچے اور عرض گزار ہوئے کہ یہ ہدیہ ہے، قبول فرمالیجئے ۔ رحمتِ عالم ﷺ نے صحابۂ کرام عَلَیۡہِمُ الرِّضۡوَان کوکھانے کا اشارہ کیا اور خود بھی تناول فرمایا دل میں نے کہاکہ دوسری نشانی بھی پوری ہوئی ،

اس درمیان میں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ نے سرکارِ دوعالم ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان "مُہر نَبُوَّت"کوبھی دیکھ لیا اس لئے فوراً اسلام قبول کر لیااور اس دَر کے غلام بن گئے جس پر شاہوں کے سَر جھکتے ہیں۔1

غلامی سے ازادی !

حق کی تلاش کے لیے نکلے تھے غلام بن گئے بکتے بکتے شہر مدینہ در مصطفی ﷺ پے پنچے مدینے میں بھی غلامی کی زندگی بسر کر رہے تھے غریبوں کے یار بے کسوں کے مددگار ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لائے جنگِ بدر اور جنگِ احد وقوع پذیر ہوئیں ۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ غلامی کی زنجیروں میں جکڑے ہونے کی وجہ سے غزوۂ بدر و اُحد میں حصہ نہ لے سکے 2

1_ طبقاتِ ابنِ سعد،ج،4 ص 58 2 _ تاریخ ابنِ عساکر،ج،21 ص388 389، ملخصاً

پھر تین سو کھجور کے درخت اور چالیس اوقیہ چاندی کے بدلے آزادی کا تاج سر پر سجایا اور ایک سرفروش مجاہد کی طرح بعد میں آنے والے تمام غزوات میں حصہ لیا۔ 2

غزوۂ احزاب کا مختصر بیان اور خندق کھودنے کا مشورہ!

غزوۂ احزاب کا مختصر بیان یہ ہے کہ یہ غزوہ سن 4 یا 5 ہجری، شوال کے مہینے میں پیش آیا۔اس کا سبب یہ ہوا کہ جب بنی نَضِیر کے یہودیوں کو جلاوطن کیا گیا تو اُن کے سربراہ مکہ مکرمہ میں قریش کے پاس پہنچے اور انہیں سرکارِ دوعالم ﷺ کے ساتھ جنگ کرنے کی ترغیب دلائی اور وعدہ کیا کہ ہم تمہارا ساتھ دیں گے یہاں تک کہ مسلمان نیست و نابود ہوجائیں۔ ابوسفیان نے اس تحریک کی بہت قدر کی اور کہا کہ ہمیں دنیا میں وہ سب سے پیارا ہے جو محمد (مصطفٰی ﷺ) کی دشمنی میں ہمارا ساتھ دے۔ پھر قریش نے ان یہودیوں سے کہا کہ تم پہلی کتاب والے ہو، ہمیں بتاؤ کہ ہم حق پر ہیں یا محمد (مصطفٰی ﷺ) یہودیوں نے کہا: تم ہی حق پر ہو۔ اس پر کفارِ قریش خوش ہوئے اور اسی واقعے سے متعلق سورہ نساء کی آیت نمبر51 " نازل ہوئی۔ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَ الطَّاغُوْتِ وَ يَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰۤؤُلَآءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا۔ ترجمہ : کیا تم نے وہ نہ دیکھے جنہیں کتاب کا ایک حصہ ملا ایمان لاتے ہیں بت اور شیطان پر اور کافروں کو کہتے ہیں کہ یہ مسلمانوں سے زیادہ راہ پر ہیں۔

اللہ نے اس ایت کریمہ میں اس واقعے کا ذکر فرمایا ۔ پھر وہ یہودی دیگر قبائل غطفان، قیس اورغیلان وغیرہ میں گئے،

1_ تاریخ ابنِ عساکر،ج،21 ص388 389، ملخصاً

وہاں بھی یہی تحریک چلائی تو وہ سب بھی ان کے موافق ہوگئے۔ اس طرح ان یہودیوں نے جابجا دورے کئے اور عرب کے قبیلہ قبیلہ کو مسلمانوں کے خلاف تیار کرلیا۔ جب سب لوگ تیار ہوگئے تو قبیلہ خزاعہ کے چند لوگوں نے نبی کریم ﷺ کو کفار کی ان زبردست تیاریوں کی اطلاع دی۔ یہ اطلاع پاتے ہی حضورِ اکرم ﷺ نے
، حضرت سلمان فارسی رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنۡہُ
کے مشورے سے خندق کھدوانی شروع کردی۔ اس خندق میں مسلمانوں کے ساتھ رسولِ کریمﷺ خود بھی کام کیا

مسلمان خندق تیار کرکے فارغ ہوئے ہی تھے کہ مشرکین بارہ ہزار افراد کا بڑا لشکر لے کر اُن پر ٹوٹ پڑے اور مدینہ طیبہ کا محاصرہ کرلیا۔خندق مسلمانوں کے اور اُن کے درمیان حائل تھی اور اسے دیکھ کر سب کفار حیران ہوئے اور کہنے لگے "کہ یہ ایسی تدبیر ہے جس سے عرب لوگ اب تک واقف نہ تھے۔ اب انہوں نے مسلمانوں پر تیر اندازی شروع کر دی۔جب اس محاصرے کو 15 یا 24 دن گزرے تو مسلمانوں پر خوف غالب ہوا اور وہ بہت گھبرائے اور پریشان ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی مدد فرمائی اور کافروں پر تیز ہوا بھیجی، انتہائی سرد اور اندھیری رات میں اُس ہوا نے کافروں کے خیمے گرادیئے، طنابیں توڑدیں ، کھونٹے اکھاڑ دیئے، ہانڈیاں الٹ دیں اور آدمی زمین پر گرنے لگے اور اللہ تعالیٰ نے فرشتے بھیج دیئے جنھوں نے کفار کو لرزا دیا اور اُن کے دلوں میں دہشت ڈال دی مگر اس جنگ میں فرشتوں نے لڑائی نہیں کی۔ پھر رسولِ کریم ﷺ نے حضرت حذیفہ بن یمان رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنۡہُ کو خبر لینے کے لئے بھیجا۔ 1

1_ تاریخ ابنِ عساکر،ج،21 ص388 389، ملخصاً

اس وقت انتہائی سخت سردی تھی اور یہ ہتھیار لگا کر روانہ ہوئے۔ حضورِ اقدس ﷺ نے روانہ ہوتے وقت ان کے چہرے اور بدن پر دستِ مبارک پھیرا جس کی برکت سے ان پر سردی اثر نہ کرسکی اور یہ دشمن کے لشکر میں پہنچ گئے۔ وہاں تیز ہوا چل رہی تھی، سنگریزے اڑ اڑ کر لوگوں کو لگ رہے تھے اور آنکھوں میں گرد پڑرہی تھی، الغرض عجب پریشانی کا عالَم تھا۔ ہوا یوں کہ کافروں کے لشکر کے سردار ابوسفیان کا یہ عالَم دیکھ کر اُٹھے اور انہوں نے قریش کو پکار کر کہا کہ جاسوسوں سے ہوشیار رہنا، ہر شخص اپنے برابر والے کو دیکھ لے۔ یہ اعلان ہونے کے بعد ہر ایک شخص نے اپنے برابر والے کو ٹٹولنا شروع کر دیا۔حضرت حذیفہ بن یمان رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنۡہُ نے دانائی سے اپنے دائیں طرف موجود شخص کا ہاتھ پکڑ کر پوچھا :تو کون ہے؟ اُس نے کہا :میں فلاں بن فلاں ہوں، اس کے بعد ابوسفیان نے کہا: اے گروہِ قریش!

تم یہاں نہیں ٹھہر سکتے، گھوڑے اور اونٹ ہلاک ہوچکے ہیں ،بنی قریظہ اپنے عہد سے پھر گئے اور ہمیں اُن کی طرف سے اندیشہ ناک خبریں پہنچی ہیں ۔ ہوا نے جو حال کیا ہے وہ تم دیکھ ہی رہے ہو، بس اب یہاں سے کوچ کردو اورمیں کوچ کررہا ہوں ۔ ابوسفیان یہ کہہ کر اپنی اونٹنی پر سوار ہوگئے اور لشکر میں کوچ کوچ کا شور مچ گیا۔ کافروں پر جو ہوا آئی وہ ہر چیز کو الٹ رہی تھی مگر یہ ہوا اس لشکر سے باہر نہ تھی۔ اب یہ لشکر بھاگ نکلا اور سامان کا سواریوں پر لاد کر لے جانا اس کے لئے دشوار ہو گیا،اس لئے کثیر سامان وہیں چھوڑ گیا ۔ [1]

---

1 ۔ تفسیر صراط الجنان جمل، الاحزاب، / ۱۵۵ - ۱۵۶، ملخصاً

علم کا سمندر

حضرت زَاذَان کِنْدی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں : ایک دِن ہم مسلمانوں کے چوتھے خلیفه امیر المؤمنین حضرت علی المرتضیٰ رَضِیَ اللہُ عَنْہ کی خِدْمت میں حاضِر تھے ، حضرت علی المرتضیٰ ، شیرِ خُدا رَضِیَ اللہُ عَنْہ نے حضرت سلمان فارسی رَضِیَ اللہُ عَنْہ کا ذِکْرِ خیر کرتے ہوئے فرمایا : سلمان فارسی جیسا تم میں کون ہو سکتا ہے؟ وہ اَہْلِ بیت میں سے ہیں ، انہوں نے پہلے اور آخری عُلُوم حاصِل کئے ، حضرت سلمان فارسی پہلی کتاب (یعنی انجیل یا تورات) کے بھی عالِم تھے اور آخری کتاب (یعنی قرآنِ کریم) کے بھی عالم تھے بلکه سلمان تو عِلْم کا نہ ختم ہونے والا سمندر تھے۔ 1

اپنے ہاتھ کی کمائی کھانا پسند فرماتے

حضرت حَسَن رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں : حضرت سلمان فارسی رَضِیَ اللہُ عَنْہ 30 ہزار مسلمانوں کے امیر تھے اور آپ کا وظیفه 5 ہزار دِرْہم تھا۔ اس کے باوُجود آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہ کی دُنیا سے بےرغبتی کا عالَم یہ تھا کہ آپ کے پاس ایک ہی چادر تھی ، اسی کو اَوڑھ کر لوگوں کو خطبہ دیتے اور سوتے وقت وہی چادر آدھی اُوپر لیتے اور آدھی نیچے بچھا لیتے۔ جب آپ کے پاس وظیفه آتا تو اسے مسلمانوں پر خرچ کر دیتے اور خود اپنے ہاتھوں سے کھجور کے پتوں کی ٹوکریاں بنا کر گزارہ کر لیتے تھے۔ 2

حضرت ابو عثمان نَہْدِی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے روایت ہے ، صحابئِ رسول حضرت سلمان فارسی رَضِیَ اللہُ عَنْہ نے فرمایا : میں اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھانا پسند کرتا ہوں۔ 3

1_ معجم کبیر ، جلد : 6 ، صفحہ : 213 ، حدیث : 60.42 3_ اللہ والوں کی باتیں ، جلد : 1 ، صفحہ : 3.72

2 _ زُہد لامام احمد بن حنبل ، باب زُہدُ سلمان الفارسی ، صفحہ : 173 ، حدیث : 8.15

اپ رضی اللہ تعالی عنہ کا نصیحت اموز ارشاد

حضرت سیدنا زَاذَانِ عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْمَنَّان سے روایت ہے کہ حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اللہ عَزوَجَل جب کسی کو ذلیل و رسوایا ہلاک کرنے کا ارادہ فرماتا ہے تو اس سے حیا چھین لیتا ہے، پھر تم اس سے اس حال میں ملو گے کہ وہ لوگوں سے نفرت کرتا اور لوگ اس سے نفرت کرتے ہیں اور جب وہ لوگوں سے نفرت کرتا ہے تو اللہ عَزَّوَجَل اسے مہربانی و شفقت سے محروم کر دیتا ہے پھر تم اس سے اس حال میں ملو گے کہ وہ سخت دل اور بد مزاج ہو جاتا ہے، جب وہ اس حالت کو پہنچتا ہے تو اللہ عَزوَجَل اس سے امانت داری سلب فرمالیتا ہے۔ اب جب تم اسے ملو گے تو اس حالت میں دیکھو گے کہ وہ لوگوں سے خیانت کرتا اور لوگ اس سے خیانت کرتے ہیں۔ جب وہ اس حالت کو پہنچ جاتا ہے تو اللہ عَزوَجَل اس کا ایمان بھی سلب فرما لیتا ہے جس کی وجہ سے وہ ملعون ہو جاتا ہے۔ 1

ایک وصیت پر رونا

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالی عنہ اپنی وفات کے وقت رونے لگے تو لوگوں نے اس رونے کا سبب پوچھا کہ کیا چیز آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کو رلارہی ہے؟ تو فرمایا کہ ہم کو رسول اللہ ﷺ نے یہ وصیت فرمائی تھی کہ دنیا میں زندگی بسر کرنے کے لیے تم لوگ بس اتنا ہی سامان اپنے پاس رکھنا جتنا کہ ایک سوار مسافر اپنے ساتھ توشہ رکھتا ہے مگر ہم نے آپ ﷺ کی وصیت پر عمل نہیں کیا اور اس سے زیادہ سامان رکھ لیا اسی پر افسوس کرکے رورہا ہوں۔

یہ فرمایا اور روتے ہوئے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کی وفات ہوگئی۔ وفات کے بعد لوگوں نے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کے کل سامان کا جائزہ لیا تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کے کل ترکہ کی قیمت دس یا پندرہ درہم ہوئی۔ 2

1۔ حلیة الأولیاء ، الرقم ٣٤ ، سلمان الفارسي ، الحدیث: ۶۴۸ ، ج ۱، ص ۲۶۲ - 2۔ احیاء العلوم ج۴ص۴۰۹

حضرت سلمان رضی اللہُ عنہ سے ایسے گناہ کے بارے میں پوچھا گیا جس کی موجودگی میں کوئی نیکی فائدہ نہیں دیتی تو آپ رضی اللہُ عنہ نے ارشاد فرمایا وہ گناہ تکبر ہے ۔1

گورنر خادم بن گیا!

سرورِ کائنات ﷺ کے وصالِ ظاہری کے بعد آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ایک عرصہ تک مدینہ میں قیام فرمایا پھرعہد فاروقی میں عراق میں سکونت اختیارکرلی۔کچھ عرصے بعد حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے آپ کو مدائِن کا گورنرمقرر کردیا۔گورنر کے اہم اور بڑے عہدے پر فائز ہونے کے باوجود آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بڑی سادہ زندگی گزاری، ایک دن مدائن کے بازار میں جارہے تھے کہ ایک ناواقف شخص نے آپ کو مزدور سمجھ کر اپنا سامان اٹھانے کے لئے کہا،آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ چپ چاپ سامان اٹھا کر اس کے پیچھے چلنے لگے، لوگوں نے دیکھا تو کہا: اے صاحبِ رسول ﷺ! آپ نے یہ بوجھ کیوں اٹھا رکھا ہے؟ لائیے! ہم اِسے اٹھالیتے ہیں۔ سامان کا مالک ہکا بکا رَہ گیا،پھر نہایت شرمسار ہوکر آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے معافی مانگی اور سامان اُتروانا چاہا لیکن آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: میں نے تمہارا سامان اٹھانے کی نیّت کی تھی،اب اِسے تمہارے گھر تک پہنچا کر ہی دَم لوں گا۔ ۔2

راہِ خدا میں خرچ کرنے کا جذبہ

آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ راہ ِخدا میں مال خرچ کرنے کو محبوب رکھا کرتے تھے چنانچہ بطورِ تنخواہ چار یا پانچ ہزار درہم ملتے لیکن پوری تنخواہ مساکین میں تقسیم فرمادیتے اور خود کھجور کے پتوں سے ٹوکریاں بناکر چند درہم کماتے اور اسی پر اپنا گزر بسر کرتے تھے ۔3

1۔ الزواجر عن اقتراف الکبائر،1149/

2۔ طبقاتِ ابنِ سعد،ج4،ص66)

3 ۔ طبقاتِ ابنِ سعد،ج4،ص65

وصال مبارک

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر ساڑھے تین سو سال ہوئی اور یہ بھی کہا گیا کہ ڈھائی سو سال ہوئی ـــ1

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال مدائن میں امیر المؤمنین حضرت سید نا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے آخری دور میں 35 ھجری میں ھوا اوریہ بھی کہا گیا کہ 36 ھجری کے شروع میں ھوا۔ ـ 2

مزار پُرنور

مدائن کا نام اب سلمان پاک ہے یہ جگہ بغداد شریف سے 30 میل دور ہے ان کے ساتھ حضرت سید نا حذیفہ بن یمان اور حضرت سیدنا جابر رضی اللہ تعالٰی عنھما کے مزارات ہیں ۔ مدینہ منورہ کے عوالی میں حضرت سید نا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا باغ ہے اس میں دو کھجور کے درخت حضور (صلی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وسلم) کے لگائے ہوئے ہیں ۔ (مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃُ الْحَنَّان فرماتے ہیں :) فقیر نے زیارت کی ہے۔ 3

جب شہِ کونین کی چوکھٹ کا درباں ہوگیا ،، اک گدائے فارسی،رشک سلیماں ہوگیا
دیکھیے عظمت محمد مصطفیٰ کے نام کی ،، میم سے جونہی ملاسلماں، مسلماں ہوگیا
اس کے اوصاف کریمانہ کا ہو کیسے بیاں ،-، قاری قرآں تھا ،موضوع قرآں ہوگیا
جنتی ایسا کہ جس کی خلدخودمشتاق ہے ،، یعنی سلماں رونق گلزارِرضواں ہوگیا ـ4

1ـ تاریخ مدینة دمشق لابن عساکر، الحدیث : ۲۵۹۹، ج ۲۱، ص ۴۰۸

2ـ. معرفة الصحابة، الرقم: ۱۲۰۷ سلمان الفارسی، ج ۲، ص ۴۵۵

3ـ مرأة المناجیح، ج ۸، ص ۳۳ .

4ـ منقبت ، محمد شہزادمجددی ،سیفی نقشبندی،صدیقی، سلمانی

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ

نام ونسب

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام زید ، کنیت ابو اسامہ ، لقب حِبُّ النَّبِی(ﷺ)_1

والد کا نام حارثہ اور والدہ کا نام سعدی بنت ثعلبہ تھا،

آپ رضی اللہ تعالی عنہ غلام کیسے بنے!

اللہ کے آخری نبی محمدِ عربی ﷺ کے اعلانِ نبوت کرنے سے پہلے صحرائے عرب میں اپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ 8 سال کی عمر میں اپنے والدہ کے ساتھ ننھیال (بچے کے نانا کے گھر) کی طرف جارہی تھی کہ راہزنوں نے حملہ کرکے تمام مال و اسباب لوٹ لیااور جاتے ہوئے بچے کو اٹھا لے گئے۔ راہزنوں نے مکہ کے مشہور بازار عُکاظ میں اس بچے کو فروخت کے لئے پیش کردیا۔ادھر حضرت سیّدتُنا خَدیجۃُ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھتیجے حضرت حَکیم بن حِزام رضیَ اللہ عنہ سے فرمایا: میرے لئے ایک عربیُ النّسل، سمجھدار غلام (Slave) خرید لاؤ، حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے بازار میں اسی بچے کو دیکھا تو اسے خرید کر اپنی پھوپھی کو پیش کردیا۔ جب حضرت خدیجۃُ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سَرورِ کونین صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم کے نکاح میں تشریف لائیں تو رحمتِ عالم ﷺ کے دل کو اس بچے کے خصائل، عادت و اَطوار اس قدر بھائے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے اس غلام کو طَلب کرلیا حضرت خدیجہ نے اس غلام کو بارگاہِ اَقدس ﷺ میں بطورِ تحفہ پیش کردیا۔ _2

1_ تھذیب الاسماء،ج،1ص198

2 _ تفسیر در منثور، پ ،2احزاب،تحت2 الایۃ:،5ج ،ص،6563 طبقاتِ ابنِ سعد،ج ،3ص29تا31ملخصاً

بغیر کسی قیمت کے ازاد

اتفاقاً حضرت زید رضی اللہ عنہ کی قوم کے چند افراد حج کی غرض سے مکّہ آئے تو انھوں نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہچان لیا اور جاکر والد کو خبر دی کہ تمہارا بیٹا غلامی کی زندگی گزار رہا ہے۔ باپ نے فوراً اپنے بھائی کو ساتھ لیا اور بیٹے کو غلامی سے چُھڑانے کی خاطر فِدیہ کی رقم لے کر مکۂ مکرمہ پہنچ گئے۔ پیارے ﷺ نے ارشاد فرمایا:زید (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے پوچھ لو اگر وہ تمہارے ساتھ جانا چاہے تو فدیہ کے بغیر اسے لے جاؤ، اور اگر نہ جانا چاہے تو اسے چھوڑ دو ۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا تو انہوں نے جواب دیا: میں آقا دو جہاں ﷺ کے مقابلے میں بھلا کس کو پسند کرسکتا ہوں! آپ میرے لئے ماں، باپ اور چچّا کی جگہ ہیں، باپ اور چچا نے کہا: اے زید ! تم غلامی کو پسند کررہے ہو! حضرت زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا:میں اس عظیم ہستی کا ساتھ کبھی نہیں چھوڑوں گا، حضرت زید رضی اللہ عنہ کی غیرمعمولی محبت اور تعلقِ خاطر کو دیکھ کر پیارے آقا ﷺ نے انہیں آزاد کردیا اور فرمایا: زید میرا بیٹا ہے۔ والد اور چچا حضرت زید رضی اللہ عنہ پر یہ اعزاز و اکرام دیکھ کر شاداں و فرحاں ہوئے اور مطمئن ہوکر لوٹ گئے۔ _1

باپ کی طرف منسوب کرو

صحابۂ کرام رضی اللہ عنھم حضرت زید رضی اللہ عنہ کو پہلے زید" بن "محمد کہا کرتے تھے لیکن جب سورۂ احزاب کی آیت نمبر 5 (اُدۡعُوۡهُمۡ لِاٰبَآئِهِمۡ هُوَ اَقۡسَطُ عِنۡدَ اللّٰهِ ۚ) (تَرجَمۂ کنزُ الایمان: اُنھیں ان کے باپ ہی کا کہہ کر پکارو یہ اللہ کے نزدیک زیادہ ٹھیک ہے) نازِل ہوئی تو آپ کو زید" بن "حارثہ (رضی اللہ تعالی عنہ) پکارنے لگے۔ _2

1_ سابقہ حوالہ 2 _ مسلم،ص ،1014 حدیث: 6262

غیر کی طرف منسوب

حضرت سعد رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضورِ اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس" شخص کو یہ معلوم ہو کہ اس کا باپ کوئی اور ہے اور اس کے باوجود اپنے آپ کو کسی غیر کی طرف منسوب کرے تو اس پرجنت حرام ہے۔ _ 1

حضرت علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم سے روایت ہے، نبی کریم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: جس" شخص نے خود کواپنے باپ کے غیرکی طرف منسوب کیایاجس غلام نے اپنے آپ کواپنے مولیٰ کے غیرکی طرف منسوب کیااس پر اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی ،فرشتوں کی اورتمام لوگوں کی لعنت ہو،قیامت کے دن اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس کاکوئی فرض قبول فرمائے گا نہ نفل _ 2

فضائل ومناقب

حضرت زید رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہُ کو یہ شرف حاصل ہے کہ تمام صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہُمْ میں سے صرف ان کا نام صراحت کے ساتھ قرآن کریم میں مذکور ہے اور دنیا و آخرت میں قرآن مجید کی تلاوت کرنے والے انسان اور فرشتے آیت میں ان کا نام پڑھتے رہیں گے۔ _3 "،

فَلَمَّا قَضٰی زَیْدٌ مِّنْهَا) سورہ الاحزاب ایت نمبر37

تہذیب الاسماء ، کتاب میں یہ بات تحریر ہے صحابۂ کرام رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہم میں حِبُّ النَّبِی یعنی نبی" کے "محبوب کا لقب لقب پانے والے حضرت زید بن حارثہ رضی اللّٰہ تعالی عنہ ہیں۔ _4

---

1 _ بخاری، کتاب الفرائض، باب من ادعی الی غیر ابیہ، ۴ / ۳۲۶، الحدیث:)۶۷۶۶

2_ مسلم، کتاب الحج، باب فضل المدینۃ ودعاء النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فیہا بالبرکۃ۔۔لخ، ص۷۱۱، الحدیث: ۴۶۷ ۱۳۷۰

3_ صاوی، الاحزاب، تحت الآیۃ: ۳۷، ۵ / ۱۶۴۲

4_ تہذیب الاسماء،ج،1ص198

خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم الاثنین للیتین بقیتا من شعبان و قدم المدینۃ لھلال رمضان واستخلف علی المدینۃ زید بن حارثۃ (2شعبان سِن 5 ہجری رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) غزوۂ بَنی مُصطَلِق روانہ ہوئے تو آپ کو مدینے پاک میں اپنا نائب بنایا۔ _1

عبارت طبقات ابن سعد،

ان ابی حویرث قال خرج زید بن حارثۃ أمیر سبع سرایا اوّلھا القردۃ فاعترض للعیر فأصابوھا وأفلت ابوسفیان بن حرب و اعیان القوم وأسر فرات بن حیان العجلی یومئذ وقدم بالعیر علی النبی (صل اللہ علیہ وآلہ وسلم) علینا۔

سات یا نو مرتبہ حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے آپ کو امیرِ لشکر بناکر روانہ فرمایا، اور ہر مرتبہ آپ نے کامیابی و کامرانی کا جھنڈا لہرایا۔ _2

حضرت زَید بن حارِثَہ رضی اللہ عنہ آسمانِ فضیلت کے وہ چاند ہیں جس کی چمک کبھی ماند نہ پڑے گی، وفا شِعاری، شوقِ جہاد ،ذوقِ عبادت، عاجزی و انکساری میں بلند مقام پایا، کم عُمری سے لے کر شہادت تک رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا ساتھ نبھایا، آزاد کردہ غلاموں میں سب سے پہلے دولتِ ایمان کو جھولی میں بھرنے کا شرف پایا، 3

2 ہجری غزوہ بدر کی فتحِ مُبین کی خبر مدینے پہنچانے کیلئے آپ رضی اللہ عنہ ہی کا نام سامنے آیا- _ 4

---

1 _ دلائل النبوہ للبیھقی،ج4،ص45
2_ طبقات ابن سعد،ج 3،ص33
3_ صاوی، الاحزاب، تحت الآیۃ: ۳۷، ۵ / ۱۶۴۲
4_ طبقات ابن سعد،ج 2،ص13

مددِالٰہی

ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ سفر پر روانہ ہوئے تو ایک مُنافِق آپ کے ساتھ ہولیا ،ایک کَھنڈر کے پاس پہنچ کر وہ منافِق کہنے لگا: ہم یہیں آرام کرتے ہیں، دونوں اندر داخل ہوئے حضرت زید رضی اللہ عنہ آرام کرنے لگے،یہ دیکھ کر اس منافق نے آپ کو رَسّی سے مضبوطی کے ساتھ باندھ دیا اور آپ کو قتل کرنا چاہا،آپ نے اس سے پوچھا: تومجھے کیوں مارنا چاہتا ہے؟ اس نے کہا:اس وجہ سے کہ محمد صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم تم سے مَحبّت کرتے ہیں اور میں ان سے شدید نفرت کرتا ہوں، آپ نے فوراً پکارا: یارحمٰن! اَغِثْنِی، یااللہ ! میری مدد کر، اچانک منافق کے کانوں میں آواز آئی:تیری بربادی! اسے قتل مت کر، منافق کھنڈر سے باہر نکلا مگر کوئی نظر نہیں آیا اس نے پھر قتل کرنا چاہا پھر وہی آواز پہلے سے بھی قریب سنائی دی،منافق نے اِدھر اُدھر دیکھا مگر کوئی نظر نہیں آیا اس نے تیسری مرتبہ قتل کا ارادہ کیا تو وہی آواز بہت قریب سے آئی،منافق باہر نکلا تو اچانک ایک شہسوار نظر آیا جس کے ہاتھ میں نیزہ تھا اس نے مُنافق کے سینے میں اس نیزے کو پیوست کردیا اور وہ منافق تڑپ تڑپ کر ٹھنڈا ہوگیا۔ شہسوار اندر داخل ہوا اور آپ رضی اللہ عنہ کی رسیاں کھولتے ہوئے کہنے لگا: تم مجھے جانتے ہو؟ میں جبرائیل (علیہ السلام) ہوں۔ [1]

---

1 ۔ تفسیر کبیر، تحت بحث:بسم اللہ،ج،1ص54ملخصاً

سفرِ طائف میں رفاقت

اعلانِ نبوت کے دسویں سال ماہِ شوّال میں رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے سفرِ طائف کاقصد کیا، جب کُفّار رحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر پتھروں کی بارش کرتے،ساتھ ساتھ طَعنہ زنی کرتے، گالیاں دیتے، تالیاں بجاتے اور ہنسی اڑاتے تو حضرت زید رضی اللہ عنہ دوڑ دوڑ کراپنے محبوب کریم آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر آنے والے پتھروں کو اپنے بدن پر لیتے تھے اور رحمت عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو بچانے کی کوشش کرتے یہاں تک کہ آپ کاسَر زخمی ہوگیا ۔ 1

نکاح ،، اور ،، اولاد

آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے حضرت زید رضی اللہ تعالی عنہ کا نکاح ام ایمن رضی اللہ تعالی عنہا سے کر دیا جن سے اسامہ بن زید پیدا ہوئے اپ رضی اللہ تعالی عنہ کی دوسری بیوی زینب بنت جحش رضی اللہ تعالی عنہا تھی جو رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے پھپھو کی بیٹی تھی انہی سے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے نکاح فرمایا زید رضی اللہ تعالی عنہ کی جدائی کے بعد 2

7 ھجری حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالی عنہا کا نکاح رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالی عنہ کے کر دیا 3

دو لڑکے اسامہ بن زید ،زید بن زید اور ایک لڑکی رقیہ پیدا ہوئی ، لیکن حضرت اسامہ راضی اللہ تعالی عنہ کے سوا مؤخرالذکر دونوں بچوں نے بچپن ہی میں داغِ مفارقت دیا۔

---

1 ۔ سبل الھدیٰ والرشاد،ج2،ص438 2 ۔ اسد الغاب فی معرفت صحابہ (الباب ز)

3 ۔ الاستیعاب ، کتاب کنی النساء، باب الکاف٣٦٣٧، أم کلثوم بنت عقبة، ج٤، ص٥٠٨)

حلیہ مبارک

کتاب اسد الغاب فی معرفت صحابہ میں حضرت زید بن حارث رضی اللہ تعالی عنہ کے بارے میں تحریر ہے اپ رضی اللہ تعالی عنہ سرخ و سفید رنگ کے تھے اور اپ رضی اللہ تعالی عنہ کے بیٹے اسامہ بن زید رضی اللہ تعالی عنہ پختہ گندمی رنگ کے تھے۔

شیطان کو دُھتکار دیا

سِن 8 ہجری جُمادَی الْاُولیٰ میں غزوۂ موتہ کا معرِکہ رُونما ہوا تو حضرت سیّدنازید رضی اللہ عنہ بلشکرِ اسلام کے علَم بردار تھے، شیطان پاس آیا اور آپ کے دل میں زندہ رہنےکی مَحَبّت ڈالی، موت سے نفرت دلائی اور آپ کو دنیاکی لالچ دلائی ،مگر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مومنین کے دِلوں میں ایمان پختہ ہونے کا وقت تو اب ہے اور شیطان مجھے دنیا کی لالچ دے رہا ہے۔ 1

شہادت!

غزوۂ موتہ میں مسلمانوں کی تعداد 3 ہزار تھی جبکہ رُومی سپاہی ایک لاکھ تھے،آپ رضی اللہ عنہ نے لڑائی شروع ہونے سے پہلے کُفّار کو اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے اس کا جواب تیروں کی مار اور تلواروں کے وار سے دیا۔ یہ منظر دیکھ کر آپ رضی اللہ عنہ گھوڑے سے اتر کر پاپیادہ میدانِ جنگ میں کُود پڑے، ان کی دیکھا دیکھی مسلمانوں نے بھی نہایت جوش و خروش کے ساتھ لڑنا شروع کردیا ، کافروں نےآپ رضی اللہ عنہ پرنیزوں اور بَرچھیوں کی برسات کردی یوں آپ رضی اللہ عنہ جوانمردی سے لڑتے ہوئے (54 یا 55 برس کی عمر میں)

شہید ہو گئے۔ اور اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ _2

1_ تفسیر کبیر، تحت بحث:بسم اللہ،ج،1ص54ملخصاً1

2_ شرح ابی داؤد للعینی،/641 تا ،42 تحت الحدیث:1557 ملخصاً، سیرتِ مصطفٰی،ص:404

حضرت سیّدنا اَبُوالیَقظان عماربن یاسر رضی اللہ تعالی عنہما

نام ونسب

نام عمار، کنیت ابوالیقظان ، والد کا نام یاسر رضی اللہ تعالی عنہ اور والدہ کا نام سمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھا، ـ1

قبولِ اسلام

جب اللہ کے پیارے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اعلانِ نبوت فرمایا اور عرب کی سرزمین اسلام کی نورانی کرنوں سے مُنوّر ہوئی تو آپ رضی اللہ تعالی عنہ کے ساتھ ساتھ والدماجد حضرت یاسر اور والدہ ماجدہ حضرت بی بی سُمَیَّہ اور بھائی حضرت عبداللہ رضیَ اللہُ تعالٰی عنہُم کا سینہ بھی ایمان کی کِرنوں سے جگمگانے لگا۔ ـ 2

اسلام کی خاطر قربانیاں

اپ رضی اللہ تعالی عنہ غلامی کی زندگی بسر کرہا تھے اسلام قبول کرنے پر کفارِ قریش پورے گھرانے کو طرح طرح کی اذیتیں اور تکالیف دیا کرتے تھے -

کفارِ مکہ کو حضرت عمار رضیَ اللہُ تعالٰی عنہ پر رحم نہ آیا کبھی ایمان سے لبریز سینے پر بھاری پتھر (Stone) رکھ دیتے تو کبھی پانی میں غوطے دے کر بے حال کردیتے اور کبھی آگ سے جسم داغدار کرکے نڈھال کر دیتے تھے۔ 2

آپ رضیَ اللہُ تعالٰی عنہ کی پیٹھ مبارک ان زخموں سے بھر گئی، بعد میں کسی نے آپ کی پیٹھ کو دیکھا تو پوچھا: یہ کیسے نشانات ہیں؟ ارشاد فرمایا: کفارِ قریش مجھے مکہ کی تپتی ہوئی پتھریلی زمین پر ننگی پیٹھ لٹاتے اور سخت اذیتیں اور تکالیف پہنچاتے تھے، یہ ان زخموں کے نشانات ہیں۔ ـ3

1ـ اسد الغاب تذکرہ (عمار) 2ـ الکامل لابن اثیر،ج ،ص1589) 3ـ طبقات ابن سعد،ج ،ص3188)

درباری رسالتﷺ سے ملنے والے انعام

آپ رضیَ اللّٰہُ تعالٰی عنہ کی قربانیوں کے صِلے (Reward) میں بارگاہِ رسالت صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علیہِ واٰلہٖ وسَلَّم سے ملنے والے چند انعامات دیکھئے: جنت عمار کی مُشتاق ہے۔

عبارت ترمذی شریف

وعن أنس قال : قال رسول الله صلى الله عليه و سلم : إن الجنة تشتاق إلى ثلاثة علي وعمار وسلمان . رواه الترمذي

اور حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا حقیقت یہ ہے کہ جنت تین آدمیوں کی (بہت) مشتاق ہے اور وہ علی عمار اور سلمان ہیں (رضی اللہ تعالی عنہم) ۔1

جس نے عمار عمار رضی اللہ تعالی عنہ سے بغض رکھا اللہ تعَالٰی نے اسے مبغوض رکھا۔

عبارت مسند امام احمد

عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ، قَالَ: كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ كَلَامٌ، فَأَغْلَظْتُ لَهُ فِي الْقَوْلِ، فَانْطَلَقَ عَمَّارٌ يَشْكُونِي إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَاءَ خَالِدٌ وَهُوَ يَشْكُوهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: فَجَعَلَ يُغْلِظُ لَهُ وَلَا يَزِيدُهُ إِلَّا غِلْظَةً، وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاكِتٌ لَا يَتَكَلَّمُ، فَبَكَى عَمَّارٌ، وَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَلَا تَرَاهُ؟ فَرَفَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأْسَهُ، وَقَالَ: " مَنْ عَادَى عَمَّارًا، عَادَاهُ اللَّهُ، وَمَنْ أَبْغَضَ عَمَّارًا أَبْغَضَهُ اللَّهُ" ، قَالَ خَالِدٌ: فَخَرَجْتُ، فَمَا كَانَ شَيْءٌ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ رِضَا عَمَّارٍ، فَلَقِيتُهُ فَرَضِيَ، قَالَ عَبْد اللَّهِ: سَمِعْتُهُ مِنْ أَبِي مَرَّتَيْنِ: حَدِيثُ يَزِيدَ عَنِ الْعَوَّامِ۔2

1۔ ترمذی،ج ،ص،5438 حدیث:3822

2۔ مسند امام احمد حدیث 16814

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ میرے اور عمار بن یاسر کے درمیان کسی بات پر تکرار ہو رہی تھی کہ میں نے انہیں کوئی تلخ جملہ کہہ دیا، حضرت عمار رضی اللہ عنہ وہاں سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں شکایت کے لئے چلے گئے، حضرت خالد رضی اللہ عنہ بھی وہاں پہنچ گئے، دیکھا کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی شکایت کر رہے ہیں تو ان کے لہجے میں مزید تلخی پیدا ہو گئی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے، کچھ بھی نہ بولے تو حضرت عمار رضی اللہ عنہ رونے لگے اور کہنے لگے، یا رسول اللہ! کیا آپ انہیں دیکھ نہیں رہے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر اٹھایا اور فرمایا جو شخص عمار سے دشمنی کرتا ہے، اللہ اس سے دشمنی کرتا ہے اور جو عمار سے نفرت کرتا، اللہ بھی اس سے نفرت کرتا ہے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب میں وہاں سے نکلا تو مجھے عمار کو راضی کرنے سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہ تھی، چنانچہ میں ان سے ملا اور وہ راضی ہو گئے۔ 1

اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ایک مرتبہ یوں فرمایا: اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے عمار کو سر سے لے کر پاؤں تک ایمان سے بھر دیا ہے، عمار کے خون اور گوشت میں ایمان سرایت کرچکا ہے۔ _2

---

1 _ مسند امام احمد 16814 2_ تاریخ ابن عساکر،ج،3ص4393

ایک بار اپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شانِ عمار کایوں ذکر فرمایا: کتنے ہی ایسے کمبل پوش ہیں کہ لوگ جن کی کوئی پروانہیں کرتے لیکن اگر وہ کسی بات کی قسم کھالیں تو اللہ تَعَالٰی ضروران کی قسم کو پوری فرمادیتاہے اور ان ہی لوگوں میں عمار بن یاسرکا شمار ہوتا ہے۔ 1

فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : إن» من عباد الله من لو أقسم على الله لأَبَرَّهُ».2

عادات مبارکہ

آپ رضیَ اللّٰہُ تعالٰی عنہ کی گفتگوبہت ہی کم اور خاموشی طویل ہواکرتی تھی جبکہ اکثرو بیشتر خوفِ خدا میں ڈوبے رہتے اور آنے والے فتنوں سے پناہ مانگا کرتے تھے۔ 3

صلوٰۃ الاوّابین کی پابندی

آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ روزانہ مغرب کی نماز کے بعد چھ (6) رکعت نفل ضرور پڑھتے تھے کسی نے وجہ پوچھی تو فرمایا:میں نے اپنے محبوب آقا صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علیہِ واٰلہٖ وسَلَّم کو مغرب کے بعد چھ رکعتیں ادا کرتے دیکھا تو انہوں نے ارشاد فرمایا کہ جو مغرب کے بعد چھ رکعتیں ادا کرے گا اس کے گناہ معاف کردیئے جائیں گے اگرچہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔ _ 4

---

1 _ معجم اوسط،ج4،ص194، حدیث: 5686) 2_ ایضاً

3_ تاریخ ابن عساکر،ج 3،ص4456

شیطان اور انسان سے جنگ

آپ رضیَ اللّٰہُ تعالٰی عنہ نے فرمایا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہمراہی میں شیطان اور انسان سے جنگ لڑی ہے ، کسی نے حیرت سے پوچھا: انسان سے جنگ لڑی ہے یہ تو سمجھ میں آتا ہے مگر شیطان سے کس طرح جنگ لڑی؟

ارشاد فرمایا:ایک مرتبہ ہم نے دورانِ سفر کسی جگہ پڑاؤ کیا تو میں نے اپنا مشکیزہ اٹھایا اور پانی بھرنے کےلئے چل پڑا ، مجھے دیکھ کر نبی کریم صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علیہِ واٰلہٖ وسَلَّم نے فرمایا: کوئی تمہارے پاس آئے گا اور پانی بھرنے سے روکے گا۔ جب میں کنویں کے قریب پہنچا توایک کالا کلَوٹا شخص بڑی تیزی سے میری جانب لپکا اور کہنے لگا: جب تک کوئی گناہ نہیں کروگے میں پانی نہیں بھرنے دوں گا، یہاں تک کہ ہم دونوں میں لڑائی شروع ہوگئی اچانک میں نے اس کوپچھاڑ دیا اور قریب پڑا ہوا پتھر اٹھاکراس پر دے مارا جس کی وجہ سے اس کی ناک ٹوٹ گئی اور چہرہ بگڑ گیا، اس کے بعد مشکیزے میں پانی بھرا اور بارگاہِ رسالت صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علیہِ واٰلہٖ وسَلَّم میں حاضر ہوگیا، پیارے آقا صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علیہِ واٰلہٖ وسَلَّم نے پوچھا: کیا تمہارے پاس کوئی آیا تھا؟ میں نے عرض کی: جی ہاں! اور پورا قصہ گوش گزار کردیا ، ارشاد فرمایا: کیا تم جانتے ہو وہ کون تھا؟ عرض کی : جی نہیں، فرمایا: وہ شیطان تھا۔ 1

1 _ طبقات ابن سعد،ج ،ص3190 ماخوذاً

فکرِآخرت:

ایک مرتبہ آپ رضیَ اللہُ تعالٰی عنہ کا گزر ایک ایسی جگہ سے ہوا جہاں ایک مکان تعمیر ہورہا تھا مالک مکان نے آپ کو دیکھا توکہا:آئیے اور میرا گھردیکھ کر بتائیے کہ کیسا بنا ہے؟ گھر دیکھنے کے بعد آپ رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا: بڑا مضبوط بنایا ہے، خوب غورو خوض بھی کیا ہے لیکن عنقریب تمہیں موت کے شکنجے میں پھنس جانا ہے۔ _1

ایک دفعہ کچھ لوگ آپ رضیَ اللہُ تعالٰی عنہ کے گرد حلقہ بنائے بیٹھے تھے کہ بیماری کا تذکرہ ہوا تو ایک دیہاتی نے فخریہ اندا ز میں کہا : میں تو کبھی بیمار نہیں ہوا،یہ سنتے ہی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: تُو ہم میں سے نہیں ہے کیونکہ کامل ایمان والے کو مصیبتوں کے ذریعے آزمایا جاتا ہے اور اس کے گناہ اس طرح گرتے ہیں جس طرح درخت کے پتے جھڑتے ہیں۔ _ 2

مجاہدانہ کارنامے:

آپ رضیَ اللہُ تعالٰی عنہ سرکارِ دوعالم صلَّی اللہُ تعالٰی علیہِ واٰلہٖ وسَلَّم کے ساتھ تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ 3

جنگِ یمامہ میں ایک موقع پر مسلمانوں میں کھلبلی مچ گئی تو آپ ٹِیلے پر چڑھ گئے اور بلند آواز سے کہا:

---

1 _ تاریخ ابن عساکر،ج 3،ص4445)

2 _ شعب الایمان،ج ،ص7178، حدیث:)9913

3 شعب الایمان،ج ،ص7178، حدیث:)9913

اے مسلمانوں کے گروہ! جنت تو امن والی جگہ ہے ، بھاگتے کہاں ہو؟ میری طرف آؤ !میں عمار بن یاسر ہوں، (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اس دوران ایک کافر نے آپ رضیَ اللہُ تعالٰی عنہ پر حملہ کیا تو آپ کا ایک کان کَٹ کر زمین پر گرا اس کے باوجود آپ رضیَ اللہُ تعالٰی عنہ نہایت جوش و خروش سے جہاد میں مصروف رہے۔ 1

ایک مرتبہ کسی نے آپ کو کٹے ہوئے کان پر طعنہ دیا تو آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا: تم مجھےطعنہ دے رہے ہو حالانکہ یہی کٹا ہوا کان مجھے زیادہ اچھا لگتا ہے کیونکہ یہ راہِ خدا میں قربان ہوا ہے۔

کوفہ کی گورنری

آپ رضیَ اللہُ تعالٰی عنہ نےامیرالمؤمنین حضرت عمر فاروق رضیَ اللہُ تعالٰی عنہ کے دورِ خلافت میں 21 مہینے تک کوفہ کی گورنری کے فرائض سر انجام دئیے۔

شہادت

آپ رضیَ اللہُ تعالٰی عنہ نے 93 عمر مبارک میں بروز بدھ 7 صفر المظفر سن 37 ہجری میں جنگِ صِفّین میں حضرت علی کَرَّمَ اللہُ تعالٰی وَجہَہُ الْکریم کے دفاع میں لڑتے ہوئے جامِ شہادت نوش فرمائی _ 2

---

1 _ طبقات ابن سعد،ج ،3ص192 2- تاریخ ابن عساکر،ج،3ص،4443 ،)449359(

حضرت سُمیّہ بنت خُبّاط رضی اللہُ عنہا

نام ونسب

آپ رضی اللہ تعالی عنہا نام سمیہ بنت خباط یا سمیہ بنت خبط تھا ابو حذیفہ بن مغیرہ بن عبد اللہ بن عمرو مخزوم کی کنیز تھیں۔ - 1
عمار ابن یاسر کی والدہ ماجدہ کا نام سمیہ بنت (خباط) ابو حذیفہ بن مغیرہ مخزومی کی کنیزہ تھیں۔

قبول اسلام

حضرت سُمیّہ بنتِ خُبّاط رضی اللہُ عنہا کا شمار ان عظیمُ الشان ہستیوں میں ہوتا ہے جنہوں نے ابتدائی دور میں ہی اسلام قبول کر کے کفر و شرک کے اندھیرے سے ایسی دوری اختیار کی کہ پھر کوئی قوت اور طاقت آپ کو واپس نہ کھینچ سکی۔

نکاح وغلامی سے ازادی

آپ رضی اللہ تعالی عنہا ابو حذیفہ بن مُغیرہ مخزومی کی کنیز تھیں ، اس نے خود آپ کا نکاح اپنے حلیف حضرت یاسر بن عامر رضی اللہُ عنہ سے کیا اور جب ان کے ہاں حضرت عمّار رضی اللہُ عنہ کی ولادت ہوئی تو آپ کو آزاد کر دیا ، حضرت عمّار اور ان کے والدین کا شمار بھی جلد اسلام قبول کرنے والوں میں ہوتا ہے۔

---

1 _ الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ ، 8 / 190 2- الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ ، 8 / 190

جبراً غلام بنانا

571 ء میں حضرت یاسر رضی اللہ تعالی عنہ کے یہاں عمّار رضی اللہ تعالی عنہ کی ولادت ہوئی۔ اسی سال اللہ کے نبیﷺ کی ولادتِ باسعادت ہوئی تھی۔ ابوحذیفہ نے عمّار رضی اللہ تعالی عنہ کی پیدائش کے بعد حضرت سمیّہ رضی اللہ تعالی عنہ کو آزاد کر دیا تھا، لیکن یہ خاندان آخر تک ابوحذیفہ کے ساتھ ہی مقیم رہا۔ رسول اللہﷺ کی بعثت سے پہلے ابو حذیفہ کا انتقال ہوا، تو قبیلہ بنو مخزوم کی سربراہی ،عمرو بن ہشام (ابوجہل) کے پاس آگئی۔ ابوجہل اپنے چچا، ابوحذیفہ کے بالکل برعکس تھا۔ اُس نے حضرت یاسر اور سمیّہ رضی اللہ تعالی عنہما کو زبردستی اپنی غلامی میں لے لیا، حالاں کہ ابو حذیفہ غالباً اُنہیں بہت پہلے ہی آزاد کر چُکا تھا۔

اسلام کے خاطر قربانیاں

حضرت سمیّہ بنتِ خبّاط رضی اللہُ عنہا اور آپ کے شوہر چونکہ ان سات لوگوں میں سے تھے جنہوں نے سب سے پہلے اپنا مسلمان ہونا ظاہر کیا تو کفّارِ مکہ نے آپ اور آپ کے گھرانے پر ظلم و ستم کی حد کر دی۔ مثلاً وہ ان سب کو لوہے کی زِرَہ پہنا کر تپتی ریت پر دھوپ میں کھڑا کر دیتے ، لیکن ایسی صورتِ حال میں بھی آپ نے صبر و استقلال سے کام لیا ، ناشکری کا کوئی بھی کلمہ ادا نہ کیا

نبی کریم ﷺ سمیہ رضی اللہ تعالی عنھا کو دیکھ کرکیا فرمایا !

ایک مرتبہ نبیِّ کریم ﷺ اس طرف سے گزر رہے تھے تو انہیں تپتے صحرا میں ایذائیں پاتا دیکھ کر ارشاد فرمایا : صَبْرًا اٰلَ یَاسِرٍ مَوْعِدُکُمُ الجَنَّة یعنی اے آلِ یاسر! صبر کا دامن تھامے رہنا ، تمہارے لئے جنّت کا وعدہ ہے۔ 1

اسلام کی شہیدۂ اول!

آپ رضی اللہ تعالی عنه وہ پہلی خاتون ہیں جن کا خون راہِ خُدا میں سب سے پہلی بار بہایا گیا ، وہ اس طرح کہ ابو جہل نے آپ کو نیزا مارا جس سے آپ شہید ہوگئیں۔ 2

دوزخ کی عذاب سے محفوظ

حضرت سمیہ رضی اللہُ عنہا کو شہید کیا گیا تو آپ کے بیٹے حضرت عمّار بن یاسر رضی اللہُ عنہما سخت صدمے کی حالت میں آقائے کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمتِ بابرکت میں حاضر ہوئے اور عرض کی : یارسولَ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ! مشرکین نے ظلم کی انتہا کردی ، حضور نے انہیں صبر کی تلقین کی اور ان کیلئےان الفاظ میں دعا فرمائی : اَللّٰہُمَّ لَا تُعَذِّبْ اَحَدًا مِنْ اٰلِ یَاسِرٍ بِالنَّارِ یعنی اے اللہ! آلِ یاسر کو دوزخ کے عذاب سے محفوظ فرما۔ 3

---

1 _ اسد الغابہ ، 7 / 167 ملخصاً

2_ الاستیعاب ، 4 / 419 ملخصاً

3 _ الاستیعاب ، 4 / 19ملخصاً4

غورطلب!
ذرا غور کیجئے کہ جاہ و جلال ظالم سردارانِ قریش کے سامنے ایک بوڑھی اور نادار غلامانہ زندگی بسر کرنے والی حضرت سمیّہ بنتِ خبّاط رضی اللہُ عنہا کیسے خم ٹھونک کر کھڑی رہیں اور رؤسائے قریش کے ظلم و ستم سے بھی نہ ڈگمگائیں ، بلکہ راہِ خُدا میں جان کا نذرانہ تک پیش کردیا ، اس سے ہمیں درس حاصل کرنا چاہئے ہمیں طرح طرح کی سہولتیں اور آسانیاں ہونے کے باوجود دین سے دور ہیں اور اللہ کریم کی نافرمانیوں میں لگے ہوئے ہیں ، اور ذرا سی تکلیف پر نماز قضا ہو ہو رہی ہے روزے چھوٹ رہے ہیں اور اور اس خاتون کا جذبہ چیک کریں کہ اس اس نے اپنی جان تک اسلام پر قربان کر دی لیکن ایمان پر ثابت قدمی کا دامن ہاتھ نہ نکلا ۔[1]

شہادت کا بدلہ
المکرّمہ سے 330 کلو میٹر دُور، وادیٔ بدر کے سنگلاخ میدان میں کفّار کے70 سرداروں اور جنگ جُوئوں کی لاشیں بکھری پڑی ہیں۔ اُن میں رئیسِ مکّہ اور دشمنِ اسلام ابو جہل بھی ہے، جس کی سربریدہ لاش دنیا کے متکبّر اور ظالم و جابر لوگوں کو دعوت دے رہی ہے کہ"دیکھو مجھے جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو۔"

---

1 ـ مؤلف

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ رسول اللہ ﷺ کے خیمے میں داخل ہوئے اور (ابو جہل کا سر) آنحضرت ﷺ کے قدموں میں رکھتے ہوئے عرض کیا"یا رسول اللہ ﷺ! یہ رہا اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کے دشمن ابو جہل کا سَر۔"نبی کریم ﷺ نے اللہ کی حمد و ثنا کے بعد ارشاد فرمایا"یہ اِس اُمّت کا فرعون "تھا۔ پھر صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہ کی جانب متلاشی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے فرمایا عمّار" کہاں ہیں؟ اُسے بلائو۔"حضرت عمّار رضی اللہ تعالی عنہ خدمتِ اقدس ﷺ میں حاضر ہوئے، تو اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا اے" عمّار! یہ ہے تمہاری ماں کا قاتل، جسے اللہ نے قتل کر "دیا۔ حضرت عمّار رضی اللہ تعالی عنہ نے ابو جہل کے مکروہ سَر کی جانب دیکھا، تو ماں کی شہادت کا منظر نگاہوں میں گھوم گیا۔مظلومیت و بے بسی کے درد ناک مناظر ذہن کے پردے پر نمودار ہونا شروع ہوئے۔ ماں کا خون میں تڑپتا ہوا لاشہ، باپ کی مظلومانہ شہادت، بھائی کے پیار سے محرومی، چھوٹے سے خُوب صُورت آشیانے کی تباہی و بربادی اور پھر ابو جہل کے نفرت بھرے قہقہے۔ اللہ نے اپنی برگزیدہ بندی، حضرت سُمیّہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے منہ سے نکلے الفاظ سچ کر دِکھائے اور اسلام کا نام و نشان مِٹانے کی آرزو لیے یہ متکبّر، فرعون نُما سرغنہ دو مسلمان بچّوں کے ہاتھوں جہنّم رسید ہو گیا۔ 1

---

1 _ طبقات ابن سعد ، 8 / 208

شوہر و بیٹے کی شہادت!

بوڑھے یاسر رضی اللہ عنہ یہ ظلم سہتے سہتے شہید ہو گئے لیکن مخالفین اسلام کو پھر بھی اس خاندان پر رحم نہ آیا۔ انہوں نے حضرت سمیہ اور انکے بیٹوں پرظلم کا سلسلہ برابر جاری رکھا۔ ایک دن حضرت سمیہ رضی اللہ تعالی عنہا دن بھر سختیاں برداشت کرنے کے بعد شام کو گھر آئیں تو ابو جھل نے ان کو گالیاں دینا شروع کر دیں اور پھر اس قدر ہوا کہ حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کو بھی برچھی مار کر شہید کر دیا۔پھر تیر مار کر آپکے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ کو بھی شہید کر دیا۔ اب صرف حضرت عمار رضی اللہ عنہ باقی رہ گئے تھے۔

وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور روتے ہوئے اپنی والدہ کا واقعہ سنایا۔ آپ نے ان کو صبر کی تلقین کی اور فرمایا اے" اللہ آل یاسر کو کو دوزخ سے بچا لیا 1

شہادت مبارک

بعثت کے چھٹے سال خواتین میں سب سے پہلے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو 64 یا 65 سال (کے عمر میں) مکہ مکرمہ میں شہادت نصیب ہوئی۔ 2

الٰہی دے ہمیں دنیا کی جنت , رضا کی عشق کی آلا کی جنت
بہشتِ برزخ و محشر عطاء ہو , خداوندا! ملے عقبیٰ کی جنت

---

1 _ الاستیعاب ، 4 / 19ملخصاً4   2 _ ویکیپیڈیا

حضرت یاسر بن عامر العنسی رضی اللہُ تعالیٰ عنہ

نام ونسب

آپ رضی اللہ تعالی عنہ نام کا نام یاسر والد کا نام عامر اور اپ رضی اللہ تعالی عنہ یمن میں پیدا ہوئے ۔1

اسلام لانے سے پہلے

مکہ ہر دور میں بے سہارا لوگوں کی جاے پناہ رہا ہے،بیت اللہ کی موجودگی کی وجہ سے یہ امن کا گہوارا تھا۔یہی وجہ ہے کہ یمن کے خراب حالات اور خشک سالی کے باعث حضرت یاسر رضی اللہ تعالی عنہ کا ایک بھائی اپنے کئی ہم وطنوں کی طرح گھر سے نکل گیا تو انھوں نے اس کا کھوج لگانے کے لیے مکہ کا رخ کیا۔ان کے دو دوسرے بھائی حارث اور مالک ان کے ساتھ تھے۔بھائی نہ ملا تو وہ دونوں تو مایوس ہو کر وطن واپس چلے گئے، لیکن حضرت یاسر رضی اللہ تعالی عنہ کو مکہ ایسا بھایا کہ وہیں بس گئے۔ انھوں نے قبائلی رواج کے مطابق ابوجہل کے چچا مہشم بن مغیرہ مخزومی کے ساتھ جینے مرنے کا حلف اٹھا لیا۔مہشم جواپنی کنیت ابوحذیفہ سے مشہور ہیں ، اپنے قبیلے بنومخزوم کے معزز سردار تھے۔ 2

نکاح،اور اولاد

ابو حذیفہ نے اپنی ایک لونڈی جن کا نام حضرت سمیہ رضی اللہ تعالی عنہا جن سے اپ رضی اللہ تعالی عنہ کی شادی کر دی ،ان ہی کے بطن سے حضرت عمار رضی اللہ تعالی عنہ پیدا ہوئے تھے ۔ 3

---

1 ۔ ابن سعد،جلد،4ق،1صفحہ:10 2۔ ابن سعد،جلد،4ق،1صفحہ:10 3 ایضاً

قبول اسلام

نبی پاک صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے جب اعلان نبوت فرمایا تو لوگ اسلام قبول کرتے گئے جب یہ دعوت اپ رضی اللہ تعالی عنہ تک پہنچی تو اپ رضی اللہ تعالی عنہ اور اپ کی بیوی اور اپ کے بیٹے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہو کر مشرف اسلام ہوئے 1۔

ازمائش

جب اپ رضی اللہ تعالی عنہ نے اسلام قبول کیا تو اپ رضی اللہ تعالی عنہ کو طرح طرح سے ستایا گیا بہت ہی اذیت دی گئی دعوت اسلام کے آغاز میں بڑے بڑے ذی وجاہت مسلمان جبابرۂ قریش کی ستم آرائیوں سے محفوظ نہ تھے،تو ان تینوں بے یار و مددگار غریبوں کا کیا شمار تھا، سمیہ بنی مخزوم کی غلامی میں تھیں اور تینوں ان کے زیر بار احسان تھے،اس لیے بنی مخزوم نے انھیں مشق ستم بنالیا،طرح طرح کی اذیتیں دیتے،ٹھیک دوپہر کی دھوپ میں تپتی ہوئی ریت پر لٹاتے اور اپ کی ال نے طرح طرح کی تکالیف برداشت کی ۔

ارشاد نبی علیہ السلام

حضرت سمیہ رضی اللہُ عنہا کو شہید کیا گیا تو آپ کے بیٹے حضرت عمّار بن یاسر رضی اللہُ عنہما سخت صدمے کی حالت میں آقائے کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمتِ بابرکت میں حاضر ہوئے اور عرض کی : یارسولَ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم !

---

1 ۔ طبقات ابن سعد،ج ،3ص186

مشرکین نے ظلم کی انتہا کردی ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں صبر کی تلقین کی اور ان کیلئے ان الفاظ مبارک میں دعا فرمائی : اَللّٰهُمَّ لَا تُعَذِّبُ اَحَدًا مِنْ اٰلِ يَاسِرٍ بِالنَّارِ یعنی اے اللہ! آلِ یاسر کو دوزخ کے عذاب سے محفوظ فرما۔ 1

ایک دن رسول اللہ ﷺ اپ رضی اللہ تعالی عنہ کے پاس سے گزرے، اُس وقت اپ رضی اللہ تعالی عنہ پر تشدد کیا جارہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: أبشرو" آلَ عمّاروآلَ یاسر! فإنّ موعدکم الجنّةُ"۔ آلِ" عمار اور آلِ یاسر! خوش ہوجاؤ که تمھارا ٹھکانا جنت ہے۔ 2
(اوقماعلیه السلام)

شہادت

بنی مخزوم نے اپنی تمام سختیاں اپ رضی اللہ تعالی عنہ کی ال پر ڈال دی ،اتنی ازمائش کے باوجود اپ رضی اللہ تعالی عنه کی زبان کلمۂ توحیدسے نه پھری، آخر میں اپ رضی اللہ تعالی عنه کی بیوی حضرت سمیه رضی اللہ تعالی عنہا کو ابو جهل نے نہایت وحشیانه طریقے سے نیزہ سے زخمی کرکے شہید کرڈالا، اپ اگے بڑھے اور اپ رضی اللہ تعالی عنه پر بھی وار کیا گیا یاسر ضعیف وناتواں تھے،ان وحشیانه سزاؤں کی تاب نه لاسکے،اور اپ رضی اللہ تعالی عنه بعد میں کچھ دن زندہ رہے زخموں کی تاب نه لاتے ہوئے شہادت کا مقام پایا اور اپنے خالق حقیقی سے جا ملے

---

1 _ الاستیعاب ، 4 / 419 ملخصاً   2_ المستدرك للحاكم : 3 / 388

2_ الاصابہ فی تمیز الصحابہ جلد 6صفحہ 418

حضرتِ سیّدتُنا **اُمِّ اَیمَن ربیعہ بنتِ ثَعُلَبَہ** رضی اللہ تعالٰی عنہا

نام ونسب

حافظ ابن حجر عسقلانی نے الاصابۃ میں آپ کا نام برکہ" بنت ثعلبہ بن عمرو بن حصن بن مالک بن سلمہ بن عمرو بن "نعمان لکھا ہے۔ انہیں ام" "الظباء بھی کہا جاتا ہے۔ 1

آبائی وطن

ابن اثیر الجزری کے مطابق سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا کا آبائی وطن حبشہ تھا۔

غلامی سے آزادی

سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا مولاۃ النبی یعنی سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باندی تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میراث میں ملی تھیں۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے نکاح کرلیا تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا کو آزاد کردیا۔ 2

نکاح واولاد

رہائی کے بعد سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا نے عبید بن زید حارثی سے نکاح کرلیا۔ جن سے آپ کے بیٹے سیدنا ایمن رضی اللہ عنہا پیدا ہوئے۔ سیدنا ایمن رضی اللہ عنہا صحابی رسول ہیں جو کہ جنگ حنین میں شہید ہوئے۔ 3

1۔ الاصابۃ حافظ ابن حجر
2۔ طبقات ابن سعد، ج8، ص305
3۔ ایضاً

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالی عنہا کو غسل

ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی وفات پر رقت آمیز انداز میں غم کے آنسو بہائے اور اپنے ہاتھوں سے میت کو غسل دیا۔ مزید برآں تجہیز و تکفین کے فرائض بھی سرانجام دیئے۔ اسی طرح رسول اکرم ﷺ کی دختر نیک اختر سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی وفات پر درد بھرے انداز میں رنج و الم کا اظہار کیا اور آپ نے ہی ان کی تجہیز و تکفین کے فرائض سرانجام دیئے۔ 1

قبول اسلام

سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا ابتداء ہی میں ایمان لے آئی تھیں۔ 2

میری والدہ کے بعد والدہ

جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک چھ برس ہوئی تو آپ کی والدہ ماجدہ طیبہ طاہرہ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا نے ننھیال بنو نجار سے ملاقات کے لئے مدینہ منورہ کا سفر اختیار کیا۔ اس سفر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ آپ کی والدہ ماجدہ کی کنیز برکہ بنت ثعلبہ (حضرت سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا) بھی ہمراہ تھیں۔ مدینہ منورہ سے واپس لوٹتے ہوئے جب یہ قافلہ ابواء کے مقام پر پہنچا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ کی طبیعت اچانک خراب ہوگئی۔ تھوڑی ہی دیر میں آپ داعی اجل کو لبیک کہہ گئیں۔ انہیں وہیں دفن کردیا گیا۔ حضرت سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا نے آپ کو اپنی گود میں لیا۔ آپ کو دلاسہ دیا۔ ماں کا خلاء پُر کرنے کی مقدور بھر کوشش کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا کا غایت درجہ احترام کیا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں اماں جان کہہ کر پکارتے تھے۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَقُوْلُ: اُمِ اَيْمَنِ اُمِّي بَعْدَ اُمِّي.

1۔ محمود احمد غضنفر، صحابیات مبشرات، مکتبہ قدوسیہ لاہور، 99ء،19 ص361

2۔ اسدالغابہ فی معرفۃ الصحابہ

میری والدہ کے بعد ام ایمن میری والدہ ہیں"۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب آپ کو دیکھتے تو فرماتے:
اے" "والدہ یا فرماتے:
هَذِهِ" بَقِيَّةُ اَهْلِ "بَيْتِيَ
یہ" میرے گھر والوں کے باقی ماندہ لوگوں میں سے "ہیں۔1

شرف و سعادتِ ہجرت

سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا کو یہ شرف حاصل ہے کہ آپ رضی اللہ تعالی عنہ نے دو دفعہ ہجرت کی: پہلی ہجرت مکہ مکرمہ سے حبشہ کی طرف اور دوسری ہجرت مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف۔

حلیہ مبارک

سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا حبشی النسل تھیں جس کی وجہ سے آپ رضی اللہ تعالی عنہا کا رنگ کالا تھا اور نقش و نگار موٹے مگر جاذبِ نظر تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مزاح

حضرت سیدہ ام ایمن رضی اللہ عنہا نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آکر کہا: مجھے سواری دے دیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں آپ کو اونٹنی کے بچے پر سوار کروں گا۔ وہ بولیں: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! وہ اونٹ کا بچہ میرا بوجھ نہ اٹھا سکے گا اور نہ میں بچہ لوں گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں تو آپ کو اونٹنی کے بچے پر ہی سوا رکروں گا۔ یعنی آپ ان سے دل لگی کررہے تھے اور دل لگی میں بھی آپ سچ ہی فرمایا کرتے تھے کیونکہ اونٹ اونٹنیوں کے بچے ہی ہوتے ہیں۔

---

1 ۔ الاصابہ فی تمییز الصحابہ، مکتبہ رحمانیہ لاہور 2 ۔ طبقات ابن سعد

جنتی خاتون

طبقات ابن سعد میں درج ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
مَنْ سُرَّهٗ اَنْ يَّتَزَوَّجَ امْرَاَةً مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْيَتَزَوَّج ام ایمن.
" جو کوئی جنتی خاتون سے شادی کرنا چاہے تو وہ ام ایمن سے شادی کرلے"۔ 1

کرامت:

آپ نے سخت گرمی میں بحالتِ روزہ بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضری کے لئے پیدل مکّۂ مکرّمہ سے مدینۂ منوّرہ ہجرت کی، راستے میں اتنی سخت پیاس محسوس ہوئی کہ قریب تھا وِصال فرما جاتیں، فرماتی ہیں: جب سُورج غروب ہوگیا تو میں نے دیکھا سفید رسّی سے بندھا ہوا پانی کا ایک ڈَول آسمان سے لٹک رہا تھا جب قریب ہوا تو میں نے اسے پکڑ کر سیر ہو کر پیا، اس کے بعد میں سخت گرمی کے دن دھوپ میں پھرتی تھی تاکہ پیاس لگے لیکن پھر بھی پیاس نہ لگتی تھی۔ 2

وفات

امام واقدی کے نزدیک حضرت سیّدتُنا اُمِّ اَیمَن رضی اللہ تعالٰی عنہا کا انتقال حضرت سیّدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے دورِ خلافت میں ہُوا ۔3

1 ۔ طبقات ابن سعد، ص: 306

2۔ حلیۃ الاولیاء،ج 2 ، ص 80

3۔ سیر اعلام النبلاء،ج3،ص489

حضرت سیّدتنا **ماریہ قبطیہ** رضی اللہ تعالیٰ عنہا

نام ونسب

نام ماریہ کنیت ام ابراہیم ہے

آبائی وطن

اپ رضی اللہ تعالی عنہا کے والدہ رومی تھیں۔ وہ مصر کے خفن نامی ایک گاؤں میں پیدا ہوئیں۔

مصر سے مدینہ منورہ کیسے پہنچی

نبیِّ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نےہجرتِ مدینہ کے چھٹے یا ساتویں سال حضرت سیّدنا حاطِب بِن ابی بَلْتَعَہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خط دے کر اِسکَنْدریہ Alexandria جو کہ اب مصر کا شہر ہےاس) کےبادشاہ کی جانب بھیجا۔ اس بادشاہ کا لقب مُقَوقِساور نام جُرَیج بن مینا تھا۔ یہ نہایت اَخلاق سے پیش آیا اور نبیِّ اکرم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا خط سینے سے لگاکر کہنے لگا: اس نبی کی تشریف آوری کا یہی زمانہ ہےجس کی تعریف و توصیف ہم اللہ کریم کی کتاب میں پاتے ہیں۔ ان کی صفات میں سے ہے کہ وہ دو بہنوں کو ایک ساتھ غلامی یا نکاح میں جمع نہیں فرماتے،تحفہ قبول فرماتے جبکہ صدقہ کھانے سے گریز کرتے ہیں،ان کے ہم نشیں مساکین ہیں اور ان کے کندھوں کے درمیان مہر نبوت ہے [1]

1۔ طبقات ابن سعد،ج ،ص،1107 مدارج النبوت،ج ،2ص،226
شرح زرقانی علی المواہب،ج،4ص،459 حسن المحاضرہ،ج،1ص)84

پھر اس نے بارگاہِ رسالت ﷺ میں کچھ قیمتی تحائف بھیجے جن میں ایک ہزارمثقال سونا، 20 قِبطی کپڑے، ایک خچر (جس کا نام دُلدُل تھا) ایک دراز گوش (یعنی گدھا جس کا نام بعض روایات کے مطابق یعفور تھا) شہد اور دو باندیاں تھیں۔ یہ دونوں سگی بہنیں تھیں، ایک کانام ماریہ قِبطِیّہ اور دوسری کا سِیرین(رضی اللہ تعالٰی عنہما) تھا۔ جب یہ تحائف (اورصدقہ)بارگاہِ رسالت میں پہنچے تو آپ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ہدیہ قبول فرمایا اورصدقہ واپس کردیا۔ 1

قبولِ اسلام

نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے دونوں بہنوں کو ایک ساتھ اپنی غلامی میں جمع کرناپسند نہ فرمایا اور ان دونوں میں سے کسی ایک کے اِنتخاب کے لئے بارگاہِ الٰہی میں دعا کی: اے اللہ! اپنے نبی کے لئے ایک کو منتخب فرما چنانچہ حضرت سیّدتنا ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کو اللہ پاک نے اپنے حبیب کے لئے یوں منتخب فرمایا کہ جب آپ علیہ السَّلام نےدونوں کنیزوں پر اسلام پیش فرمایا تو حضرت سیّدتنا ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے فوراً اسلام قبول کرلیا جبکہ آپ کی بہن حضرت سیّدتنا سِیرین رضی اللہ تعالٰی عنہا نے کچھ دیر بعداسلام قبول کیا۔ پھرحضرت سیّدتنا سِیرین رضی اللہ تعالٰی عنہا کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیّدنا حسّان بن ثابت رضی اللہ تعالٰی عنہ کو ہبہ کردیا جن سے حضرت سیّدنا عبد الرحمٰن بن حسان رضی اللہ تعالٰی عنہ پیدا ہوئے۔ 2

---

1 _ حسن المحاضرہ،ج،1ص،84 شرح زرقانی علی المواہب،ج 4 ص459 تا 460
2_ ایضاً

حلیہ مبارک

اپ رضی اللہ تعالی عنہا نہایت حسین و جمیل، گوری رنگت، گھنگھریالے گھنے بالوں اور گتھے ہوئے جسم کی مالک ہونے کے علاوہ قدرت نے انہیں حسن باطن سے بھی خوب نوازا تھا ۔1

اپ رضی اللہ تعالی عنہا کا مکان

رسول عربی ﷺ نے حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کو حرم نبوی میں داخل فرمالیا۔ بقول مقوقس آپ رضی اللہ عنہا قبط میں عظیم المرتبت تھیں، لیکن حقیقی معنوں میں اب آپ رضی اللہ عنہا نہ صرف عظیم المرتبت بلکہ اس سے بھی بلند و بالا مقام ام المومنین پر فائز ہوگئی تھیں۔ بروایت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ، حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کو ان کے پڑوس میں حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کے مکان میں ٹھہرایا گیا اور دوسری ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی طرح انہیں پردہ میں رہنے کا حکم دیا۔ اس وقت ان کی عمر مبارک 20 سال کی تھی۔ اطراف مدینہ میں العالیہ کے مقام پر ایک مکان تعمیر کرایا گیا جہاں حضرت ماریہ قبطیہ کو منتقل کردیا گیا۔ اس مکان کے گرد انگور کی بیلیں تھیں۔ اب حضور اکرم ﷺ وہاں تشریف لے جایا کرتے تھے۔ قبولیت اسلام، عبادت الٰہی اور قرب رسول اکرم ﷺ نے ان کی کایا پلٹ دی تھی۔ آپ بڑی دیانت دار، نہایت صالح، پاکیزہ اور نیک سیرت تھیں۔ محبوب ﷺ آپ رضی اللہ عنہا سے بہت خوش تھے۔ 2

---

1 ۔ ماہنامہ دخترانِ اسلام ۔ نومبر

2۔ سیرالصحابہ ج6 حصہ 10 ص 287

اولاد

وقت کا دھارا بڑی تیزی سے بہہ رہا تھا، رسول اللہ ﷺ اپنے منصب رسالت کے فرائض کی تکمیل کے سلسلہ میں شبانہ روز مصروف رہتے تھے اور جہنم کے کنارے پہنچے ہوئے لوگ آپ صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسن سلوک، مکارم اخلاق، بےمثل کردار، اسوہ حسنہ، قرآنی تعلیمات اور سنت رسول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی روشنی میں جوق درجوق مسلمان ہوکر جنت کے باغوں کی طرف آرہے تھے۔ اسی دوران میں حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا امید سے ہوگئیں۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم بے حد مسرور و شاداں تھے۔ جب بچے کی ولادت کا وقت قریب آیا تو اس کی ذمہ داری حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ کی زوجہ حضرت سلمیٰ رضی اللہ عنہا کو سونپی، وہ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے ہاں اکثر آتی جاتی تھیں اور پھر ذوالحجہ 8 ہجری میں انھوں نے ایک نہایت خوب صورت اور صحت مند وتوانا بچے کو جنم دیا۔ حضرت سلمیٰ رضی اللہ عنہا نے اپنے خاوند کو بچے کی خوشخبری دینے کے لئے رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجامحبوب کبریا ﷺ اپنے عشاق کے درمیان تشریف فرما تھے کہ اسی اثناء میں حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور رسول اللہ ﷺ سے اس طرح مخاطب ہوئے:

السلام علیکم یا ابا ابراہیم!

حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے نہ صرف آپ ﷺ کو بیٹے کے تولد ہونے کا مژدہ سنایا گیا بلکہ اس کا نام بھی بتادیا لھذا جب حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

بیٹے کی ولادت کی خبر دینے آئے ہو۔ جی ہاں یارسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ نے آپ کو چاند سا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ خوشی سے پھولا نہیں سمارہے تھے، وہاں پر موجود صحابہ کرام نے بھی آپ ﷺ کو مبارکباد دی۔ حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ کو اس خوشی کے موقع پر ایک غلام بطور انعام عطا فرمایا گیا اس وقت آپ ﷺ عمر شریف 60 سال تھی۔ 1

حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات

ایک روز حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی حالت سے اندازہ لگ گیا کہ اس جہان رنگ و بو سے ان کی رخصتی کا وقت قریب آگیا ہے تو نبی کریم صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطلاع دی گئی۔ آپ صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کا ہاتھ تھامے نخلستان میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ ابراہیم اپنی والدہ کی گود میں دم توڑ رہا تھا۔ آپ صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیٹے کو اپنے آغوش میں لے لیا، غم کے آثار آپ صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ اقدس سے نمایاں تھے۔

حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کو غسل دیا اور ایک چھوٹے سے تختے پر اٹھا کر بقیع کی طرف چل پڑے۔ میت کے ہمراہ رسول اللہ صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم ، آپ صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت تھی۔ نماز جنازہ رسول اللہ صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود پڑھائی اور پھر آپ صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا گیا:

---

1 ۔ سیرالصحابہ ج6 حصہ 10 ص 287

یارسول اللہ صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم! ان کو کہاں دفن کریں؟ ارشاد فرمایا: ہمارے سلف عثمان بن مظعون (رضی اللہ تعالی عنہ) کے پاس۔ یہ وہ ہستی تھی جو سب سے پہلے بقیع میں مدفون ہوئی تھی لہذا حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی قبر وہاں کھودی گئی تو اس میں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ اترے۔ جب تدفین سے فراغت ہوئی تو آپ صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبر کی درزوں اور شگافوں کو بند کرنے کا حکم دیا اور اپنے مبارک ہاتھوں سے قبر کی مٹی ہموار کی اور فرمایا: پانی لاؤ۔

چنانچہ ایک انصاری پانی کی مشک لے آیا جس کو قبر پر چھڑکا گیا اور شناخت کے لئے وہاں کوئی چیز نصب کردی۔ بعد ازاں آپ صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

علامت قبر سے میت کو نہ کوئی فائدہ پہنچتا ہے نہ نقصان البتہ زندوں کو اس سے ایک گونہ تسلی ہوجاتی ہے 1

حضرت ماریہ قبطیہ راضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اخری وقت

حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا پر بیٹے کی موت کا غم پہاڑ بن کر ٹوٹا تھا لیکن اپنے محبوب آقا و مولا صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تاقیامت تک کے لئے بچھڑ جانے کا تصور انہیں کبھی خواب میں بھی نہیں آیا تھا لہذا یہ داغ جدائی ان کے لئے بے حد گراں، ناقابل برداشت اور ان مٹ تھا۔ اپنے محبوب صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ چار سالہ رفاقت و قرب کا زمانہ یوں لگتا تھا جیسے چار سانسوں میں بیت گیا ہو۔ ہر وقت آپ صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یادوں میں گم سم رہتی تھیں اب ان کا زیادہ تر وقت یاد الہٰی میں بسر ہوتا تھا۔

---

1 ۔ مدارج النبوۃ جلد2 ص 453

وقت بڑی تیز رفتاری سے گزرتا رہا جب سن 16 ہجری کا پہلا مہینہ محرم الحرام آیا تو حضرت ماریہ قبطیہ المصری رضی اللہ عنہا کا وقت وصال آگیا لہذا بستر مرگ پر دراز ہوگئیں، آثار بتاتے تھے کہ وہ اپنے بیٹے ابراہیم اور اپنے آقا و مولا صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کی بجا آوری کے لئے ان کے قدموں میں حاضر ہونے کے لئے بے قرار ہیں، ان کی بہن حضرت سیرین قبطیہ رضی اللہ عنہا قریب بیٹھی آنسو بہارہی تھیں اور ننھا عبدالرحمن بن حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ قریب کھڑا خالہ کی طرف بڑی معصوم نظروں سے دیکھ رہا تھا لیکن نہیں جانتا تھا کہ وہ ہمیشہ کے لئے اپنی خالہ سے جدا ہونے والا ہے۔ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھانجے کی طرف بڑی محبت سے دیکھا جس کے پس منظر میں وہ اپنے بیٹے ابراہیم کو دیکھ رہی تھیں اس کے سر اور گالوں پر بڑے پیار سے ہاتھ پھیرا، بہن کی طرف ایسی نظروں سے دیکھا کہ وہ تڑپ اٹھی اور پھر آخری سانس لے کر ہمیشہ کے لئے خاموش ہوگئیں۔ شاید آنکھیں بند ہوتے ہی انہیں بیٹا اور اپنی زندگی سے پیارا محبوب صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم نظر آگئے تھے جس کی وجہ سے ان کا چہرہ خوشی سے دمک اٹھا تھا۔ اس وقت آپ رضی اللہ تعالی عنہ کی عمر 29 سال تھی۔ حضرت سیرین قبطیہ رضی اللہ عنہا کے آنسو تھمنے کا نام نہ لیتے تھے اور اس کا بیٹا عبدالرحمن ماں کی طرف عجیب سی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ وہ یہ بات سمجھنے سے قاصر تھا کہ وہ کیوں رو رہی ہے۔ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے وصال کی خبر آن واحد میں مدینہ منورہ کے گلی کوچوں میں پھیل گئی۔

خلیفۃ المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اطلاع ملی تو فوراً باہر تشریف لے آئے اور پھر نیلے آسمان نے دیکھا کہ وہ ام المومنین حضرت ماریہ قبطیہ کے جنازہ میں شرکت کے لئے لوگوں کو جمع کررہے ہیں اور جب تجہیز و تکفین کا سارا بندوبست ہوگیا تو ان کی نماز جنازہ خود پڑھائی اور پھر قیامت تک استراحت کے لئے ان کے جسد پاک کو جنت البقیع کی پاک زمین کے تخت پر لٹاکر اوپر منوں مٹی ڈال دی گئی۔ 1

1 _ الصابہ

حضرت سیّدنا **انس بن مالک** راضی اللہ تعالیٰ عنہ

کنیت اور رشتہ داریاں

آپ رضی اللہُ عنہ انصار میں قبیلۂ خَزرَج کی ایک شاخ بنی نَجّار کے چشم وچراغ ہیں۔ آپ رضی اللہُ عنہ کی کنیت خود جناب رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے ابو" "حمزہ رکھی تھی۔2 آپ رضی اللہُ عنہ حضرت اُمِّ سُلیم کے بیٹے، حضرت اُمِّ حرام کے بھانجے اور حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہُ عنہ کے سوتیلے بیٹے ہیں۔

خادمِ رسول اللہ ﷺ !

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو اس وقت میں دس سال کا تھا۔ سعید بن مسیب رحمہ اللہ تعالی علیہ کی روایت میں ہے کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو اس وقت میری عمر 8 برس تھی تو میری ماں ام سُلیم رضی اللہ عنہا مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئیں اور عرض کی یارسول اللہ انصار کے مردوں اور عورتوں نے آپ کو تحائف پیش کیے اور میرے پاس میرے اس بچے کے علاوہ کوئی چیز نہیں تھی جو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور تحفہ کے پیش کرتی میرے اس بچے کو قبول فرمالیں. یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرے گا۔

1_ أسد الغابة في معرفة الصحابة لابن الأثير الجزري - أنس بن مالك بن النضر
2_ معجم کبیر، 1238/

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: فخدمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشرین سنین لم یضربنی ولم یسبنی ولا یعبس في وجھی : یعنی 10 برس میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی اس پورے عرصے میں کبھی بھی مجھے آپ ﷺ نے مارا نہ گالی دی اور نہ اپنے چھرے میں شکم لے آئے(یعنی تیوری چڑھائی) -1

آپ ﷺ کے مشابت نماز

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:
مارایت احدا اشبہ صلاۃ برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ابن ام سلیم یعنی انساً، کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی نماز کے زیادہ مشابہ نماز پڑھنے والا ام سلیم (راضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بیٹے انس رضی اللہ تعالی عنہ کے علاوہ کسی کو نہیں دیکھا۔ 2

عرصہ خدمت رسول ﷺ

خادمِ رسولﷺ میں ہجرت کے شروع میں ہی آپ رضی اللہ تعالی عنہ نے آٹھ سال کی عمر میں خادم رسولِ (صلی اللہ تعالی علیہ وسلم) ہونے کا اعزاز پالیا تھا پھر مسلسل دس برس کے طویل عرصے تک سفر اور وطن، جنگ اور صلح ہر جگہ خدمت میں مصروف رہے۔3
آپ رضی اللہ تعالی عنہ غزوۂ بدر میں نبیِ کریم صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم کے خادمِ خاص کی حیثیت سے شریک تھے۔4
آپ دن بھر جناب سیّد دو عالَم صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم کے کام سر انجام دیا کرتے

1۔ سیر اعلام النبلاء ج 4 ص 204 ، تھذیب الکمال للمزی ج 1 ص (579)
2 ۔ تھذیب الکمال للمزی ج 1 ص (578) 3۔ طبقات ابن سعد،/712 تا،14 282
4۔ تہذیب الاسماء واللغات، 1/137

راز کی حفاظت کرتے

آپ رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے رازوں کو راز رکھا کرتے تھے۔ چنانچہ آپ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ جب کبھی میری والدہ یا اُمّہاتُ المؤمنین میں سے کوئی مجھ سے رسولُ اللہ کے کسی راز کے بارے میں پوچھتیں تو میں انہیں ہرگز نہ بتاتا بلکہ رحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے راز تو میں کبھی بھی کسی کو ہرگز نہ بتاؤں گا۔ 1

بھُنا ہوا گوشت لے کر حاضر ہوئے

آپ رضی اللہُ عنہ نے اپنے لڑکپن میں ایک خرگوش شکار کیا اور اسے بُھونا، پھر آپ کے سوتیلے والد حضرت سیّدُنا ابو طلحہ رضی اللہُ عنہ نے اس خرگوش کا پچھلا (رانوں والا) حصہ بُھنا ہوا آپ کے ہاتھوں نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے لئے بھجوایا، آپ اسے لے کر بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضرِ خدمت ہوئے تو پیارے آقا ﷺ نے اسے قبول کرلیا۔ 2

تبرکات:

رحمتِ عالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا ایک پیالہ مبارکہ بھی آپ رضی اللہ عنہ کے پاس بحفاظت موجود تھا اس بابرکت پیالے سے آپ نے اپنے محبوب کریم آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی بہت مرتبہ خدمت کی تھی کہ کبھی اس پیالے میں دودھ تو کبھی شہد تو کبھی ستو اور کبھی نبیذ یا ٹھنڈا پانی ڈال کر بارگاہِ رسالت میں پیش کردیتے تھے۔ 3

1۔ مسند ابی یعلی، ‎/،3277 حدیث:3612 2 ۔ ابو داود، ‎/،3494 حدیث:3791

3۔ بخاری، ‎/،3595 حدیث:5638 ملتقطاً-اخلاق النبی للاصبہانی، ص،1324 حدیث:624

آپ رضی اللہ تعالی عنہ کے پاس رسولِ کریم صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم کے بابرکت بال، عصا مبارکہ اور پاکیزہ و خوشبودار پسینہ بھی محفوظ تھا۔

اولاد اور حلیہ مبارک آپ رضی اللہُ عنہ اپنی داڑھی مبارکہ میں مہندی کا خضاب استعمال فرماتے،جسم پر حسین جوڑا زیب تن کرتے جبکہ سرِاقدس پر عمامہ کا تاج سجاکر رکھتے جس کا شملہ پیچھے کمر کی جانب ہوتا تھا۔ 1 اپ رضی اللہ تعالی عنہ کی وفات کے وقت اپ کی اولاد ایک سو سے زیادہ تھی

روایتوں کی تعداد: بےشمار افراد نے آپ کے شاگرد ہونے کا شرف حاصل کیا ہے۔ آپ رضی اللہُ عنہ سے روایت کردہ احادیث کی تعداد 2286 ہے ـ2

وصیت مبارک: آخری لمحات میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ نے حضرت ثابت بنانی رحمۃُ اللہِ علیہ کو وصیت کی: اے ثابت! یہ میرے آقا ﷺ کے مقدس بال ہیں انہیں لے لو اور وصال کے بعد انہیں میری زبان کے نیچے رکھ دینا۔ 3

یہ پیارے آقا صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم کا عصا مبارک ہے، اسے میرے پہلو اور کُرتے کے درمیان رکھ دینا، -4

پھر جب میرے کفن اور جسم کو خوشبو لگاؤ تو اس میں میرے محبوب کریم آقا کے مبارک پسینے کو ضرور شامل کرلینا۔ 6

آخری کلمات: اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کی زبان پر لآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ کا ورد جاری ہوگیا حتّٰی کہ اپنی جان جانِ آفرین کے سپرد کردی۔ 7

اکثر کے نزدیک 93 ہجری میں آپ نے اس جہانِ فانی سے کوچ کیا بوقتِ انتقال آپ رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک 100 سال سے زیادہ تھی۔ 8۔ آپ بَصْرَہ میں وفات پانے والے آخری صحابی ہیں۔ 9

1ـ مسلم،ص،9حدیث:865325
2ـ تہذیب الاسماء واللغات، 1/137
3 ـ الاصابۃ،/1276
4ـ اسد الغابۃ،/1194
5ـ ایضاً
6ـ بخاری، /،2حدیث:4186281
7 ـ تاریخ ابن عساکر،/9378
8ـ تہذیب الاسماء واللغات، 1/137
9ـ تاریخ ابن عساکر،/9378